اکابر دیوبند، بالخصوص شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ
کے افکار ونظریات کا بے باک ترجمان

مجلّہ صفدر گجرات

فہرست

ناشر:......مجلس تحفظ حدیث و فقہ بھاولپور
0301-7790908   0334-4612774

فی شمارہ: 20......زر سالانہ: 240 روپے

جناب عمار خان ناصر کی قادیانیت نوازی
الزام......یا......حقیقت؟

مخدوم مکرم، محترم جناب مولانا احسن خدامی صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امید ہے مزاج مبارک بخیر ہوں گے!

بعدہ! کچھ عرصہ سے سننے میں آ رہا ہے کہ بعض لوگ مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہ کے فرزند (آپ کے تایازاد بھائی) مولانا عمار خان ناصر صاحب کو ''قادیانی نواز'' بتاتے ہیں...... جبکہ بعض دوسرے حضرات کے بقول یہ، مولانا عمار صاحب پر محض الزام ہے۔

آپ قریبی ہونے کی وجہ سے یقیناً اصل صورتحال سے واقف ہوں گے، اس لیے آپ سے گذارش ہے کہ اس سلسلہ میں وضاحت فرمائیں کہ اِن اُڑتی خبروں کی کیا حقیقت ہے؟

نیز یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ آپ کی مولانا عمار صاحب سے کوئی گفتگو ہوئی ہے جس میں انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو ''مسلمان'' کہا ہے۔ کیا یہ سچ ہے؟

امید ہے پہلی فرصت میں جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں گے۔ جزاك الله احسن الجزاء

نوٹ: اس کے علاوہ اس حوالے سے اگر آپ کے پاس مزید معلومات بھی ہوں تو اُن سے بھی آگاہ فرمادیں، تاکہ ہم تذبذب کی کیفیت سے نکل سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر قائم ودائم رکھے۔

والسلام......خادم اہل سنت، خاکپائے اکابر اہل حق

عبدالرحیم چاریاری

☆......☆......☆......☆

محترم المقام واجب الاکرام جناب

حضرت مولانا عبدالرحیم چاریاری صاحب مدظلہ العالی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بحمدہ اللہ بندہ بخیر وعافیت ہے، اور اللہ تعالیٰ سے آپ کی عافیت کے لیے دعا گو ہے۔

مولانا عمار صاحب سے متعلق مختصراً چند حقائق پیش خدمت ہیں، ان کو پیش نظر رکھ کر آپ خود فیصلہ فرمالیں کہ ان اسباب کی بنا پر انہیں ''قادیانی نواز'' کہنا محض الزام ہے یا حقیقت؟......واللہ المؤفق

......۱

مولانا عمار صاحب نے اپنی بعض تحریروں میں یہ مؤقف پیش کیا ہے کہ......[۱] ملک عزیز پاکستان میں ''تحفظ ناموس رسالت'' کا قانون تبدیل کیا جانا ضروری ہے۔[۲] اس قانون کی بنیاد شرعی احکام نہیں بلکہ یہ زیادہ تر عوامی جذبات کا نتیجہ ہے۔...... [۳] نیز اس کے لیے جو تحریکیں چلائی گئیں ان میں بعض طبقات کا سیاسی مستقبل وابستہ تھا۔لہٰذا اسے خالص دینی مسئلہ قرار دینا مشکل ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

> ''ہمارے ہاں چونکہ ایک خاص جذباتی فضا میں بہت سے حنفی اہل علم بھی فقہ حنفی کے کلاسیکی موقف کو بعض متاخرین کے فتوؤں کے پیچھے چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں''
>
> (توہین رسالت کا مسئلہ ص 54)

ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

> ''اس کے علاوہ عملاً جن قوانین مثلاً قادیانیوں کے خلاف امتناعی قوانین یا توہین رسالت کی سزا وغیرہ پر عمل درآمد پر اصرار کیا گیا، ان کے پس منظر میں زیادہ تر عوامی سطح پر پائے جانے والے جذبات کارفرما تھے۔''

آگے چل کر مزید لکھتے ہیں:

> ''اور اس کے محرکات میں اسلام کے ریاستی ومعاشرتی کردار کے تحفظ کے مخلصانہ جذبے کے ساتھ ساتھ مذہبی طبقات کی سیاسی اور معاشرتی بقا (political and socil survival) کا سوال بھی یقیناً کارفرما تھا۔'' [ماہنامہ اجتہاد، ص:۸]

عمار صاحب کو ''قادیانی نواز'' کہنے کی ایک وجہ ان کی اس قسم کی تحاریر بھی ہیں۔اِن کی بنا پر ''قادیانی نواز'' کہنا درست ہے یا نہیں، یہ فیصلہ آپ خود فرمالیں۔مزید تفصیل کے لیے مجلّہ صفدر میں شائع شدہ مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہم اور مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد مدظلہم کی تحاریر ملاحظہ فرمائیں۔

......۲

آج سے کچھ عرصہ قبل، جب بندہ مدرسہ مظاہر العلوم گوجرانوالہ میں زیرِ تعلیم تھا، میری جناب عمار صاحب سے میسج پر بات چیت ہوتی رہتی تھی۔ان دنوں مَیں ان کی بعض تحریرات اور ان سے متعلق سنی ہوئی باتوں سے سخت متحیر تھا اور ان کے بارے میں جاننا چاہتا تھا کہ ان کے خیالات وافکار کیا ہیں؟ اور وہ کیا نظریہ رکھتے ہیں؟ مَیں ان کے بارے میں اتنا ہی جانتا تھا کہ وہ جناب جاوید احمد غامدی صاحب سے نیازمندی رکھتے ہیں۔اور جاوید احمد غامدی (سابقہ ککے زئی) علماء اہل سنت کی تصریحات کے مطابق ایک ملحد ودین

بیزار شخص ہیں۔ میں جاننا چاہتا تھا کہ جناب عمار خان ناصر صاحب، غامدی صاحب سے کیوں متأثر ہیں؟ مَیں جانتا تھا کہ جناب جاوید احمد غامدی، حیات ونزولِ عیسی علی نبینا وعلیہ السلام کے منکر ہیں اور متعدد اصحاب علم وفضل کی تصریحات کے مطابق ''حضرت عیسیٰؑ کی حیات کا منکر کافر ہے۔'' میں جاننا چاہتا تھا کہ آیا جناب عمار خان ناصر صاحب مندرجہ بالا عقیدہ کی غامدی صاحب کی طرف نسبت سے انکاری ہیں، یا اس نسبت کو درست تسلیم کر کے اس کی کوئی تاویل کرتے ہیں یا پھر خود بھی اسی ملحدانہ نظریہ کے حامی ہیں۔ ایک روز جناب عمار صاحب سے ہی پوچھا کہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جناب کا کیا عقیدہ ہے؟ ارشاد ہوا:

''انکار نہیں کرتا، لیکن اس پر قوی اشکالات موجود ہیں، اسے عقیدہ کا نہیں بلکہ تحقیق کا مسئلہ سمجھتا ہوں۔''

اس ''محققانہ'' جواب پر بندہ حیران وپریشان رہ گیا اور اس موضوع پر ان سے بات چیت کرنے اور ان کے دیگر خیالات جاننے کی ٹھانی، ایک روز اسی نوعیت کی گفتگو کے دوران قادیانیوں کی تکفیر کے بارے سوال کیا۔ خیال تھا کہ قادیانیوں اور لاہوری مرزائیوں کو تو وہ کافر سمجھتے ہی ہوں گے، لہٰذا لاہوری مرزائیوں اور حیات عیسیٰ کے منکر کی وجہ تکفیر کا اشتراک ان کے گوش گزار کیا جائے، لیکن میرے پہلے سوال کے جواب میں ہی، جو قادیانیوں کی تکفیر کے بارے میں تھا، جو جواب انہوں نے عنایت فرمایا اس نے میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکال دی۔ ارشاد ہوا:

''قادیانی، شیعہ یا کوئی بھی، اصولی طور پر (کسی کو) کافر نہیں کہا جاسکتا۔''

کیا مولانا سرفراز خان صفدر کا پوتا اس حد تک بھی جاسکتا ہے؟ کیا جناب عمار صاحب کی تحقیقی واجتہادی پرواز اس قدر بلند ہو چکی ہے کہ وہ امت کے اتفاقی واجماعی فیصلہ کو لات مار کر اپنی تحقیق کا ناقوس بجانے پر آمادہ ہیں؟ یہ سوال میرے دماغ پر ہتھوڑے برساتا رہا۔

عرض کیا کہ کیا مرزائے قادیان کو بھی جناب مسلمان کہیں گے؟ جواب آیا:

''وہ مسلمان کافر کے چکر سے بالا تھا، پاگل، ذہنی مریض تھا۔''

جناب عمار صاحب کے ان خطرناک نظریات سے آگاہ ہو کر یہ یقین ہو گیا کہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں بے وجہ نہیں کہتے۔

بندہ نے اپنی اور جناب عمار صاحب کی اس گفتگو سے برادرم حمزہ کو مطلع کیا تو اس نے ساری گفتگو فرضی ناموں سے لکھ کر مختلف مدارس میں استفتاء بھیجا، جن میں جامعہ خیر المدارس، ملتان۔ جامعہ دار العلوم مدنیہ، بہاولپور۔ جامعہ عربیہ احیاء العلوم، ظاہر پیر۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ، کراچی شامل ہیں۔ (جامعہ خیر المدارس، ملتان کا تفصیلی فتویٰ مجلّہ ''صفدر'' شمارہ نمبر 5 میں شائع ہو چکا ہے اور دار العلوم مدنیہ، بہاول پور کا فتویٰ قارئین اسی شمارے میں ملاحظہ فرمالیں۔) تمام حضرات کے فتاویٰ میں یہ بات مشترک تھی کہ:

''ایسے شخص پر تجدید ایمان، تجدید نکاح اور اعلانیہ برأت شرعاً ضروری ہے۔''

خود عم محترم مولانا راشدی مدظلہم سے فون پر، عمار ناصر کا نام لیے بغیر، یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

''یہ کہنے والا دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہوجاتا ہے۔''

مندرجہ بالا تفصیل کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ......:

۱......مولانا عمار خان صاحب مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر ماننے کے لیے تیار نہیں۔

۲...... جناب عمار صاحب قادیانیوں کو اصولی طور پر کافر قرار دینے کو درست نہیں سمجھتے۔

۳......عمار خان ناصر صاحب ''حیات ونزول عیسیٰؑ'' کے مسئلے کو عقیدہ کا مسئلہ نہیں سمجھتے اور اس پر ان کو قوی اشکالات ہیں۔

۴......عمار صاحب کی نظر میں پاکستان کا قانون ''تحفظ ناموس رسالت'' کے قانون کو تبدیل کرنا ضروری ہے۔ (کیونکہ وہ احناف کے کلاسیکی مؤقف کے خلاف ہے۔ وغیرہ وغیرہ)

۵...... جناب عمار صاحب کی نظر میں ملک عزیز کا قانون ناموس رسالت ''عوامی جذبات'' کا نتیجہ ہے۔

۶......عمار صاحب کی رائے میں ''تحفظ ناموس رسالت'' کے لیے چلائی گئی تحریکوں سے اس وقت کے اکابر علماء کی سیاسی بقاء وابستہ تھی۔

ان امور کے پیش نظر اگر کسی نے عمار خان صاحب کو ''قادیانی نواز'' بتایا ہے تو وہ اپنے اس قول میں کس قدر حق بجانب ہے؟ فیصلہ آپ پر ہے!!!

۳......

ایک روز میں خود محترم تایا جان کے آستانے پر جا پہنچا اور ان کو بتایا کہ یہ سب باتیں کہنے والا کوئی اور نہیں بلکہ جناب ہی کا فرزند دلبند عمار خان ناصر ہے۔ پہلے تو آں محترم نے میری بات کو صاف جھٹلا دیا، شاید ان کے خیال میں جناب عمار صاحب نے میرا کوئی ''کام'' نہیں کیا ہوگا جس کا ''انتقام'' لینے کے لیے میں ان پر یہ جھوٹا الزام لگا رہا تھا، عرض کیا کہ: ''انہوں نے خود اپنے نمبر سے مجھے یہ میسج کیے ہیں۔'' فرمایا: ''ہوسکتا ہے کہ اس کے نمبر سے کسی اور نے کیے ہوں'' اس پر میں اوپر جا کر عمار صاحب کو بلا لایا اور ان سے تصدیق چاہی تو انہوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت راشدی صاحب مدظلہم کے روبرو اقرار کیا کہ یہ میسج انہی (عمار صاحب) کے ہیں اور وہ اسی نظریہ کے مالک ہیں۔ اس پر مولانا راشدی صاحب مدظلہم نے میرے سامنے جناب عمار صاحب سے فرمادیا کہ:

''قادیانی تو کیا، لاہوری مرزائیوں کے کفر میں شک کرنے والا بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہ امت مسلمہ کا اجماعی فیصلہ ہے۔ لہٰذا تم اپنے مؤقف پر نظر ثانی کرو!''

کچھ دنوں بعد جناب عمار صاحب نے پھر میسج کر کے مجھے مبارک باد دی اور اپنی بات سے ''رجوع''

کی خبر سنائی۔ میں نے تفصیل پوچھی تو فرمایا:

''والد گرامی سے بات چیت کے بعد میرے کچھ سوالات حل ہو گئے ہیں، کچھ ابھی باقی ہیں۔ البتہ ''بطورِ مؤقف'' مجھے اپنی بات پر ''اصرار'' نہیں رہا۔''

کیا اس کو ''رجوع'' کہا جا سکتا ہے؟؟ میں نے بھی اس وقت یہ سوچا تو ضرور لیکن مسئلہ کی نزاکت اور ان کی تالیف قلب کی خاطر ان کی حوصلہ افزائی کی اور مزید بحث کرنے سے گریز کیا۔

اگرچہ میں نے اس وقت خاموشی اختیار کی، لیکن چند سوالات ابھی تک ذہن میں گردش کر رہے ہیں:

[۱] کیا جناب عمار صاحب کا مندرجہ بالا رجوع واقعی رجوع ہے؟

[۲] اگر نہیں تو جناب عمار صاحب نے کب، کہاں اور کن الفاظ میں اپنے کفریہ مؤقف سے ''حقیقی رجوع'' کیا؟

[۳] اور کس مقام پر اپنے رجوع کا ''اعلان'' فرمایا؟

[۴] اور انہوں نے کس موقع پر اپنے ایمان و نکاح کی تجدید فرمائی؟

[۵] کیا ناصر صاحب حیات و نزول عیسیٰ کو عقیدہ کا مسئلہ سمجھ کر اس کو تسلیم کرتے ہیں؟ (یا ابھی تک ''قوی اشکالات'' موجود ہیں؟)

[۶] کیا جناب عمار خان صاحب مرزا قادیانی سمیت تمام قادیانیوں و مرزائیوں، لاہوریوں بلکہ ہر منکر ختم نبوت کی ''اصولی تکفیر'' کے اجماعی فیصلہ کو پوری طرح تسلیم کرتے ہیں؟

جبکہ برادرم حمزہ کے استفتاء کے جواب میں موصول ہونے والے فتاویٰ کی روشنی میں یہ امور عمار صاحب کے لیے لازمی اور ضروری ہیں۔!!

یاد رہے کہ جناب عمار خان صاحب کے جس مضمون پر مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہم وغیرہ نے گرفت فرمائی وہ ماہنامہ ''اجتہاد'' [مئی 2009ء] میں شائع ہوا۔ جبکہ میری اور عمار صاحب کی بات چیت کا قصہ 26 جنوری 2010ء کا ہے۔ اور عمار صاحب کی صفائی میں جو تحریر مولانا راشدی مدظلہم نے پیش فرمائی وہ مارچ 2010ء کی ہے، گویا جس وقت جناب عمار صاحب نے وہ تحریر لکھی جو متنازعہ ہے۔ اس وقت جناب عمار صاحب کا نظریہ وہی تھا جو انہوں نے میرے سامنے بیان کیا اور مولانا راشدی صاحب مدظلہم کے روبرو اس کا اقرار کیا اور جو اس تحریر سے مولانا حقانی صاحب اور دیگر اہل قلم نے سمجھا۔

اب خود فیصلہ فرمالیجیے کہ مندرجہ بالا امور کے پیش نظر جناب عمار خان ناصر الغامدی صاحب کو ''قادیانی نواز'' کہنا دیانت و انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے یا عین مطابق؟ اور یہ اُن پر محض ''الزام'' ہے یا ''عین حقیقت''؟ وما توفیقی الا باللہ، علیہ توکلت والیہ انیب......

والسلام......طالب دعا......حزین وغمگین: احسن خدامی

مسئلہ نور و بشر کی حقیقت

قَدجَائَکُم مِّنَ اللّٰہ نُورٌ وَکِتَابٌ مُّبِیْنٌ۔

قد جاء کم من اللہ تحقیق آ چکا ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے **نور و کتاب مبین نور** (یعنی روشنی) اور کتاب، روشن کرنے والی۔ جو حقیقت کو بیان کرتی ہے۔

بعض لوگ کم فہمی کی وجہ سے مغالطے میں پڑے ہوئے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی مغالطے میں ڈالتے ہیں، کہتے ہیں کہ لفظ ''نور'' سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی مراد ہے، لہٰذا آپ نور ہیں بشر نہیں، آپ کو بشر کہنا بے ادبی اور توہین ہے۔

اس لیے مسئلہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسان تھے، بشر تھے، آدم علیہ السلام کی اولاد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پہلا نبی بنایا اور آدم علیہ السلام کے انسان ہونے کا تو دنیا میں کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ قرآن کریم میں آتا ہے ''**قال یا ابلیس مالک الا تکون مع السٰجدین**'' ۔اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا؟ ''**قال ابلیس لم اکن لاسجد لبشر خلقته من صلصال**'' ۔[پارہ ۱۴] ابلیس نے کہا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ سجدہ کروں انسان کو جس کو تو نے پیدا کیا بجنے والے متغیر سڑے ہوئے گارے سے۔......اور سورۃ اعراف میں ہے '**قال مامنعک الا تسجد اذامرتک**'' ۔فرمایا اللہ تعالیٰ نے: تو نے سجدہ نہ کیا جب کہ میں نے تجھے حکم دیا تھا ''**قال انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین**'' ۔تو شیطان نے کہا: میں بہتر ہوں اس سے، پیدا کیا تو نے مجھ کو آگ سے اور پیدا کیا تو نے اس کو مٹی سے۔

ان آیتوں سے معلوم ہو گیا کہ آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کیے گئے، نور سے نہیں پیدا کیے گئے۔ اور تمام پیغمبر بمع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے، آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، انسان ہیں۔ اور آدمی کو آدمی بھی اسی لیے کہا جاتا ہے کہ وہ آدم علیہ السلام کی اولاد ہے۔ تو سارے پیغمبر انسان تھے، بشر تھے، آدمی تھے، اللہ تعالیٰ کی مخلوق تھے، البتہ درجے اللہ تعالیٰ نے الگ الگ عطا فرمائے۔ سب سے بلند درجہ اور مقام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا، پھر موسیٰ علیہ السلام کا پھر درجہ بدرجہ سب کا

مقام ہے۔اور ہیں سارے انسان اور بشر۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بشر ہونے پر قرآن شاہد۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کو بشر کہا ہے،حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بشر کہا ہے۔

چنانچہ پندرہویں پارہ میں سورۃ بنی اسرائیل میں آتا ہے کہ کافروں نے مطالبہ کیا''**وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجرلنا من الارض ینبوعا**'' ۔اور کہا کافروں نے ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر یہاں تک کہ آپ جاری کر دیں ہمارے لیے زمین سے چشمہ۔''**اوتکون لک جنة من نخیل وعنب**'' ۔یا ہو آپ کے لیے باغ کھجوروں اور انگوروں کا۔''**فتفجرالانھار خلٰلھا تفجیرا**'' ۔پس چلائیں آپ نہروں کو ان کے درمیان چلانا۔''**اوتسقط السماء**'' یا گرادیں آسمان''**کمازعمت علینا**'' ۔جیسا کہ آپ گمان کرتے ہیں ہم پر''**کسفا**''۔کوئی ٹکڑا''**اوتاتی بالله والملئكة قبیلا**'' ۔یا لائیں آپ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو سامنے۔''**اویکون لک بیت**'' ۔یا ہو آپ کے لیے گھر۔''**من زخرف**''۔سنہری۔''**اوترقیٰ فی السماء**'' ۔یا چڑھ جائیں آپ آسمان پر۔''**ولن نؤمن لرقیک**''۔اور ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے آپ کے اوپر چڑھنے سے۔''**حتی تنزل علینا کتابا**''۔حتیٰ کہ آپ اتاریں ہمارے اوپر ایک کتاب۔''**نقرأه**''۔جس کو ہم پڑھیں۔یہ ان کے مطالبات تھے۔

ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔''**قل سبحان ربی**'' ۔اے نبی کریم! آپ ان کو کہہ دیں میرے رب کی ذات پاک ہے ہر عیب سے،کمزوری سے،وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔''**ھل کنت الابشرا رسولا**'' ۔نہیں ہوں میں مگر بشر۔رسول ہوں خدا نہیں ہوں۔لہٰذا میں تمہارے مطالبات پورے کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں کیونکہ یہ تو خدائی اختیارات ہیں،میں نے خدا ہونے کا کب دعویٰ کیا ہے؟

دیکھو! کتنے صاف الفاظ میں قرآن پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا ذکر ہے!اور سورۃ کہف کی آخری آیت کریمہ میں فرمایا۔''**قل انما انابشر مثلکم**'' ۔بے شک میں بشر ہوں تمہارے جیسا، اور کئی مقامات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کی تصریح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔

اور بخاری اور مسلم شریف میں حدیث ہے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔''**انما انابشر مثلکم**'' ۔میں تمہاری طرح کا بشر ہوں۔

اور ابوداؤد وغیرہ حدیث کی کتابوں میں روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص بہت تیز لکھنے والوں میں سے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو لفظ نکلتا تھا فوراً لکھ لیتے تھے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔''**بشریتکلم فی الغضب والرضاء**'' ۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں،آپ کبھی غصے اور خوشی میں بات کرتے ہیں،لہٰذا ہر بات نہ

لکھا کرو! صرف مسائل لکھا کرو! انہوں نے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ ''اکتب!''۔لکھا کرو! میری زبان سے جو کچھ نکلے گا اور جس وقت نکلے گا حق ہی نکلے گا۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ کو ''بشر'' ہی کہہ رہے ہیں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باہر کی زندگی مسجد کی، جہاد کی تو ہمارے سامنے ہے، یہ بتائیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے جاتے ہیں تو اس وقت کیا کرتے ہیں؟ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:۔ ''**کان بشر من البشر**''[**ترمذی**] ۔آپ بشر تھے، کپڑے صاف کر لیتے تھے، اپنی بکری کا دودھ نکال لیتے تھے، مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے سارے کام کر لیتے تھے۔

تو قرآن وحدیث، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے بھی ثابت ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے، انسان تھے۔

اور تمام فقہ کی کتابوں میں تحریر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے، انسان تھے۔ فقہ کی کتابوں میں ''فتاویٰ عالمگیری'' بڑی اہم کتاب ہے۔ اورنگزیب عالمگیر نے 500 جید علمائے کرام کی کمیٹی بنائی تھی، انہوں نے ''فتاویٰ عالمگیری'' مرتب کیا تھا، وہ تقویٰ، طہارت اور علم میں اتنے بلند تھے کہ اس وقت دنیا میں ایک بھی نظیر موجود نہیں ہے۔ اس میں یہ مسئلہ بھی موجود ہے کہ ''اگر کسی شخص سے یہ سوال کیا جائے کہ یہ بتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کون سی جنس سے تھے؟ عربی تھے یا عجمی؟ انسان تھے یا فرشتے؟ اور اُس نے جواب میں کہا ''لا ادری''، میں نہیں جانتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسان تھے یا فرشتے تھے یا جن تھے، عربی تھے یا عجمی تھے تو ایسا شخص کافر ہے۔ کیونکہ اس بات کا معلوم ہونا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے اور عربی تھے، فرض عین ہے۔ یہ کیوں کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا۔''

لہٰذا یہ قطعی مسئلہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسان تھے، بشر تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا منکر کافر ہے۔ اور جو لوگ مغالطہ دیتے ہیں وہ اس لفظ ''نور'' سے مغالطہ دیتے ہیں جو آیت کریمہ ''**قد جائکم من الله نور و کتاب مبین**''۔ میں آیا ہے یعنی تحقیق آ چکا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور کتاب روشن کرنے والی۔ وہ کہتے ہیں کہ نور سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ نور سے مراد بھی قرآن کریم ہے۔ اور قرآن کریم میں متعدد مقامات پر ''نور'' اسی معنی میں استعمال ہوا ہے یعنی نور سے مراد قرآن کریم ہے۔ چنانچہ سورۃ نساء کے آخر میں ہے۔ ''**وانزلنا الیکم نورا مبینا**'' ۔اور ہم نے تمہاری طرف نور مبین یعنی قرآن کریم نازل فرمایا ہے اور سورۃ اعراف میں آتا

ہے۔''**واتبعوا النور الذی انزل معه**'' ۔اورانہوں نے اس نوریعنی قرآن کریم کی پیروی کی جواس کے ساتھ نازل کیا گیا۔اورسورۃ شوریٰ میں ہے۔''**ماکنت تدری ماالکتاب ولاالایمان**'' ۔اورآپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیاہےاورایمان (کی تفصیل) کیاہے۔''**ولکن جعلناه نورا**''۔اورلیکن ہم نے اس کتاب کونور بنایاہے۔''**نهدی به**'' ۔اس کے ذریعہ ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں میں جنہیں ہم چاہتے ہیں۔اورسورۃ تغابن میں ہے۔''**فاٰمنوا بالله ورسوله والنورالذی انزلنا**''۔پس ایمان لاؤاللہ تعالیٰ پراوراس کے رسول پراوراس نور پر جوہم نے نازل کیا۔ان تمام مقامات میں ''نور'' قرآن کریم کوکہا گیاہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکرتو آیت کریمہ کے پہلے حصہ (''**یااهل الکتاب قد جاء کم رسولنا**'')میں ہو چکاہے۔لہٰذااس دوسرے حصہ میں کتاب کا ذکر ہے۔''**قدجاء کم من الله نور وکتاب مبین**''۔تحقیق آچکاہےاللہ تعالیٰ کی طرف سےنوراورکتاب روشن کرنے والی۔اورعطف تفسیری ہےیعنی''کتاب مبین''،''نور'' کی تفسیر ہے،نوراورکتابِ مبین ایک شئے ہے۔اوراس پرقرینہ بھی موجود ہے کہ فرمایا۔''**یهدی به الله**''۔ہدایت دیتاہےاس کے ذریعےاللہ تعالیٰ ۔کہ به کی ضمیرواحد ہے،جس سے ظاہرہوتا ہے کہ ہدایت دینے والی ایک چیز کا ذکر ہےاوروہ ہےقرآن کریم۔جونوربھی ہےاورروشن کرنے والی کتاب بھی۔

بعض لوگ ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا۔یادرکھنا!وہ روایت جعلی ہے،اس میں ایک راوی عبدالرحمٰن بن قیس زعفرانی ہے جورافضی خبیث تھا۔جعلی روایتیں بناتا تھا۔متعددصحیح روایات سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ تھا۔اس پر میں نے اپنی کتاب''تنقید متین''میں خاصی بحث کی ہے۔اورمسنداحمداورمستدرک حاکم سے بہت سی روایات نقل کی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا باقاعدہ سایہ تھا۔لہٰذاکسی کے دھوکے میں نہ آنا،آپ کی ذات کونور ماننا بالکل قرآن پاک کا انکار ہے۔

ہاں صفت آپ کی نور ہے،یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نورہدایت ہیں،اس کے ہم بھی قائل ہیں مگر اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا انکارکرناقرآن پاک کا انکار ہے۔حدیث پاک کا انکارکرناہے جو خالص کفر ہےاورابھی آپ نے حوالہ سناہے کہ انکارتو درکنار،اگرکوئی یہ کہے کہ''مجھے معلوم نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے،فرشتے تھے یاجن،عربی تھے یاعجمی''تووہ کافر ہے۔

☆......☆......☆......☆

اصلاحِ معاشرہ

یہی عوام اسلام کے لیے ریڑھ کی ہڈیاں ہیں، یہ اگر منظم ہوگئے تو کوئی ہم کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا، ان کے غیر منتظم ہونے کی وجہ سے بے موقع طریقے پر دشمن فائدہ اٹھاتے ہیں، یہاں تک کہ خود بھیس بدل کر آتے ہیں اور صرف شورش اور اشتعال ہی پیدا نہیں کرتے بلکہ بعض اوقات غیر قوموں پر حملے بھی کردیتے ہیں۔ اور جب یہ لڑائی شروع ہوجاتی ہے تو خود چمپت ہوجاتے ہیں۔ اس لیے بہت زیادہ انتظامات اور پھونک پھونک کر قدم رکھنے کی ضرروت ہے۔ اگر میں ملازمت کی وجہ سے مجبور نہ ہوتا تو تمام صوبوں میں دورہ کرکے مسلمانوں میں تنظیمی اسکیم کو معمول بہ کراتا۔

☆......☆......☆......☆

آپ حضرات ذرا قوم اسلام کی خبر گیری کے لیے ان بڑوں بڑوں کے بھروسہ پر نہ رہیں، چھوٹے ہی ہمیشہ کام کرتے ہیں۔

☆......☆......☆......☆

راضی برضائے مولیٰ رہنا وظیفۂ عبودیت ہے۔ ''وھو ارحم بنا من نفوسنا'' اتباع سنت اور احیائے شریعت میں کوشاں رہیں، کم از کم دس بے نمازیوں کو نمازی بنائیں اور اس اسکیم کو اطراف وجوانب میں جاری کریں، ہر ایک ممبر اس اسکیم کا ذمہ دار ہوکر مردوں اور عورتوں میں سے دس آدمیوں کو نماز کا پابند کرے، رسوم غیر شرعیہ اور بدعات سے لوگوں کو نفرت دلائے اور جہاں تک ممکن ہو مشاغل علوم دینیہ جاری رکھے۔

☆......☆......☆......☆

اصلی خدمت دینی یہ ہے کہ انسانوں اور بالخصوص مسلمانوں کو دینی تعلیم دی جائے اور ان کو صحیح العقیدہ اور صحیح العمل بنایا جائے، یہ کام بچوں کو سدھارنے سے جس قدر مفید اور دیرپا ہوتا ہے وہ دوسرے طریقوں سے نہیں ہوسکتا۔

☆......☆......☆......☆

بیوی اور بچوں کے حقوق آپ پر واجب ہیں، اسی طرح والدین ماجدین کے حقوق اور ان کی خدمت گذاری آپ پر ''فرض عین'' ہے، اِدھر دین کا پھیلانا اور لوگوں کی اصلاح کرنا بھی فرض ہے مگر ''فرض کفایہ'' ہے۔ اس لیے جب آپ کو والدین ماجدین بیوی بچوں کی ضروریات سے فراغت ہو تو تبلیغی کاموں میں لگیں، اسی بنا پر تبلیغ کی اسکیم میں سال بھر کے تمام ایام لوگوں سے نہیں لیے جاتے بلکہ خالی اوقات یعنی سال میں ایک مہینہ یا پندرہ دن لیے جاتے ہیں۔ [ملفوظات شیخ الاسلام۔ حصہ اول۔ ص: ۹۸ تا ۱۰۰]

حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ

مودودی مذہب

ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے خودساختہ گمراہ کن نظریات کا تحقیقی جائزہ

(......قسط نمبر 8......)

حدیث **اصحابی کالنجوم** کی تحقیق

یہ روایت بالعموم اس طرح بیان کی جاتی ہے: **اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم** (میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں، ان میں سے جس کی بھی اقتدا کروگے رستہ پاؤ گے)۔ اگرچہ اصول فقہ کی کتابوں میں اس روایت کا جابجا ذکر کیا جاتا ہے۔ لیکن میرے علم میں کوئی ایک اصولی یا فقیہ بھی ایسا نہیں ہے جس نے اس روایت سے صحابی کے قول وفعل کو مطلقاً حجت ثابت کرنے کی کوشش کی ہو۔ الخ......"

(ماہنامہ ترجمان القرآن نومبر ۶۳ء)

یادش بخیر جناب حافظ علی بہادر خاں صاحب مدیر "دور جدید" دہلی کی لا جواب تحقیقی پیش کش "صحابیت" کے بعد مذکورہ تحریر نے **اصحابی کالنجوم** کی قلعی کھول دی ہے، خدا کا شکر ہے کہ دونوں حضرات غیر شیعہ ہیں۔ اگر یہی بات کسی شیعہ کے قلم سے لکھی جاتی تو نہ جانے کیا ہوتا۔ جوں جوں زمانے میں روشنی بڑھتی جائے گی۔ آل محمد علیہم السلام کے پاکیزہ اصول اپنا لوہا منواتے چلے جائیں گے۔" (ایضاً پیام عمل صفحہ ۱۲)

ناظرین! غور فرمائیں کہ مودودی صاحب اور ان کے متبعین کی تحریرات سے اہل السنۃ کی تائید ہوتی ہے یا اہلِ شیعہ کی؟

(۲) "ان سے بڑھ کر عجیب بات یہ ہے کہ بسا اوقات صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی بشری کمزوریوں کا غلبہ ہو جاتا تھا۔ اور وہ ایک دوسرے پر چوٹیں کر جاتے تھے۔ ابن عمر نے سنا کہ ابو ہریرہ وتر کو ضروری نہیں سمجھتے۔ فرمانے لگے ابو ہریرہ جھوٹے ہیں۔ حضرت عائشہ نے ایک موقعہ پر انس اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا۔ کہ وہ حدیث رسول اللہ کو کیا جانیں۔ وہ تو اس زمانہ میں بچے تھے۔ حضرت حسن بن علی سے ایک مرتبہ شاھد ومشھود کے معنی پوچھے گئے۔ انہوں نے اس کی تفسیر بیان کی، عرض کیا گیا کہ ابن عمر اور ابن زبیر تو ایسا ایسا کہتے ہیں۔ فرمایا دونوں جھوٹے ہیں۔ حضرت علیؓ نے ایک موقعہ پر مغیرہ بن شعبہ کو جھوٹا قرار

دیا۔عبادہ بن صامت نے ایک ایسا مسئلہ بیان کرتے ہوئے مسعود بن اوس انصاری پر جھوٹ کا الزام لگا دیا۔ حالانکہ وہ بدری صحابہ میں سے ہیں۔'' (تفہیمات جلد اول صفحہ ۲۹۳)

تبصرہ......

(الف) مودودی صاحب نے چن چن کر جو روایات یہاں جمع کر دی ہیں ان کو پڑھ کر ایک ناواقف آدمی کیا صحابہ کرام کا معتقد رہ سکتا ہے؟ کیا صحابہ کرام کی سوسائٹی کا یہی نقشہ تھا جو مودودی صاحب نے کھینچا ہے؟ قرآن کریم جن کو صادقین وراشدین بتائے۔ جن کو اس دنیوی زندگی میں ہی جنت کی بشارت اور رضائے الٰہی کی سند مل چکی ہے کیا وہ ایک دوسرے کو ایسا جھوٹا کہتے ہوں گے؟

(ب) مودودی صاحب کے اسلامی ذوق نے ان روایات کو کیسے صحیح مان لیا؟ دین کی مزاج شناسی صحابہ کے تذکرہ میں کہاں کھوئی گئی؟

(۳) ''صحابہ کی جماعت کے متعلق جو نقشہ تذکروں میں کھینچا گیا ہے اس میں ایک حد تک مبالغہ ہے اور ایک حد تک حقیقت ہے۔'' (رسائل ومسائل حصہ اول صفحہ ۴۷۵)

تبصرہ......

کیا صحابہ کرام کے متعلق قرآن وحدیث میں بھی مبالغہ ہے؟ پھر حقیقت اور مبالغہ میں کون فرق کرے گا؟

(۴) ''حقیقت یہ ہے کہ عامی لوگ نہ کبھی عہد نبوی میں معیاری مسلمان تھے اور نہ اس کے بعد کبھی ان کو معیاری مسلمان ہونے کا فخر حاصل ہوا۔ معیاری مسلمان تو دراصل اس زمانے میں بھی وہی تھے اور اب بھی وہی ہیں جو قرآن اور حدیث کے علوم پر نظر رکھتے ہوں اور جن کی رگ وپے میں قرآن کا علم اور نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کا نمونہ سرایت کر گیا ہو۔ باقی رہے عوام تو اس وقت بھی ان معیاری مسلمانوں کے پیرو تھے اور آج بھی ہیں۔'' الخ (تفہیمات جلد اول صفحہ ۳۰۹، ترجمان القرآن جولائی ۳۴ء)

تبصرہ......

یہاں بھی مودودی صاحب نے عوام صحابہ کی تنقیص کی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ صحابہ کرام میں باہمی فرقِ مراتب تھا۔ لیکن صحابہ میں سے ادنیٰ درجے کا صحابی بھی بعد کی امت کے بڑے سے بڑے ولی ومجدد سے افضل ہے۔ یہی اہلِ حق کا عقیدہ ہے۔ جس مؤمن کو ایک لمحہ کے لیے بھی محبوبِ خدا ﷺ کا دیدار نصیب ہو گیا۔ اس کا درجہ علمائے امت سے بڑھ گیا۔ اگر مودودی صاحب کے نزدیک معیاری مسلمان وہ ہے ''جس کی رگ وپے میں قرآن کا علم اور نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کا نمونہ سرایت کر گیا ہو۔'' تو بتلایئے کیا

یہ دولت عوام صحابہ کو نصیب نہیں تھی؟ کیا مودودی صاحب کی رگ و پے میں قرآن کا علم اور نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا نمونہ کسی صحابی سے زیادہ سرایت کیے ہوئے ہے؟ فرمایئے آج معیاری مسلمان کون ہے؟ جو علم واتباع میں عوام صحابہ سے بڑھ کر ہو؟ مندرجہ عبارت سے مودودی صاحب کے باطن کا اندازہ کر لینا کچھ مشکل نہیں ہے۔ برتن سے وہی نکلتا ہے جو اس کے اندر ہو۔

(۵) مولوی صدرالدین صاحب اصلاحی جو نام نہاد جماعت اسلامی ہندوستان کی ممتاز شخصیت ہیں۔ لکھتے ہیں:

''اس تصور اسلام کا نظریہ جنگ کی خالص اخلاقیت اور بے لوث عقلیت اتنی بلند تھی کہ اس کی رفعتوں تک پہنچنے میں ان لوگوں کو بھی ابتداءً بڑی دشواریاں پیش آئیں جو نفسانیت اور جاہلیت کو یکسر خیر باد کہہ چکے تھے۔ برسوں کی تعلیم وتربیت کے بعد رسول اللہ ﷺ ان کو میدانِ جنگ میں لائے اور باوجودیکہ ان کی ذہنیت میں انقلاب عظیم رونما ہو چکا تھا۔ مگر پھر بھی اسلام کی ابتدائی لڑائیوں میں صحابہ کرام جہاد فی سبیل اللہ کی اصلی سپرٹ کو سمجھنے میں بار بار غلطیاں کر جاتے تھے۔'' (ترجمان القرآن ۵۷ء صفحہ ۲۹۲)

تبصرہ......

ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کہ مودودی صاحب کے معتقدین نے خوامخواہ تنقید کرنے کی قسم کھائی ہوئی ہے۔ کیا وہ اللہ کی طرف سے جج بنا کر بھیجے گئے ہیں؟ غور فرمائیں کہ جب صحابہ کرام آنحضرت ﷺ کی برسوں کی تربیت کے بعد بھی اسلام اور جہاد فی سبیل اللہ کی اصلی سپرٹ کو نہ سمجھ سکے تو آج کون ہے جو اسلام کی اصلی سپرٹ کو سمجھتا ہے؟ کیا اس جماعت کے امیر مطلق خود مودودی صاحب جہاد فی سبیل اللہ کی اصلی سپرٹ کو سمجھتے ہیں؟ اگر وہ سمجھتے ہیں تو ان کو کس کی تعلیم وتربیت سے یہ کمال نصیب ہوا؟ اور اگر نہیں سمجھتے تو جماعت اسلامی کے امیر بن کر کیا وہ قوم کو ہلاکت کے گڑھے میں نہیں گرائیں گے؟ جہاد فی سبیل اللہ کی سپرٹ سمجھنے میں تو آپ نے ۴۸ء کے جہاد کشمیر کے متعلق اپنا بیان دینے میں مخصوص کمال کا مظاہرہ کیا تھا جس کی تردید حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے اسی وقت کر دی تھی۔

حضرت صدیق اکبرؓ پر تنقید

۶۔ مولوی صدرالدین صاحب اصلاحی لکھتے ہیں:

''اگرچہ غیرت، انسانیت کا بہترین جوہر ہے لیکن اسلام اسے آزاد نہیں چھوڑتا۔ اسے بھی اپنا تابع بناتا ہے۔ اسے اعتدال کے حدود سے باہر نہیں جانے دیتا۔ اور انسان کو حکم دیتا ہے کہ وہ کبھی نفس کے رجحانات سے مغلوب نہ ہو جو کچھ کرے اور جو کچھ کہے نفسانیت اور جذبات سے عاری ہو کر محض خدا کے اس

کی رضا جوئی کے لیے اور اس نظام عدل کی برقراری کے لیے اسلام کا یہ اتنا نازک ترین مطالبہ ہے اور یہ اتنا نازک ہے کہ ایک مرتبہ صدیق اکبرؓ بے نفس متورع اور سراپا للّٰہیت انسان بھی اسے پورا کرنے سے چوک گیا۔ واقعہ افک ایسا شدید سانحہ تھا جس سے بڑھ کر انسان کے لیے جانگسل اور روح فرسا ابتلا ممکن نہیں...... چنانچہ آپ نے یعنی صدیق اکبر نے قسم کھائی کہ آئندہ اس شخص یعنی مسطح بن اثاثہ جوان کی کفالت میں تھے کی کفالت نہ کروں گا۔ مگر اسلام ایک سچے انسان کو جس مقام فضل و احسان پر دیکھنا چاہتا ہے یہ مقام غیظ و انتقام اس سے فروتر تھا فوراً تنبیہ ہوئی کہ **ولا یأتل اولو الفضل منکم** مگر اسلام کی روح اس خفیف ترین بے گانے جذبہ سے بھی کس طرح مضطرب ہو جاتی ہے۔ اس کا معیار فضیلت اتنی سی غیر اسلامی حمیت کو بھی برداشت نہیں کرتا۔" (ترجمان القرآن ۷۵ء صفحہ ۳۰)

تبصرہ......

واقعہ یہ ہے کہ منافقین نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر ایک تہمت لگائی۔ بعض مسلمان بھی اس پروپیگنڈا سے متاثر ہوئے۔ جن میں حضرت مسطح بن اثاثہ بھی تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس بنا پر ان کا خرچ بند کر دیا۔ جس پر آیتِ بالا نازل ہوئی۔ اصلاحی صاحب کے نزدیک حضرت صدیق نے ایسا طرزِ عمل غیر اسلامی حمیت کی بنا پر اختیار کیا تھا۔ جس میں رضائے الٰہی مقصود نہ تھی اور ہمارے نزدیک حضرت صدیقِ اکبرؓ کا یہ عمل بھی رضائے الٰہی کے لیے ہی تھا۔ کیونکہ محبوبِ خدا ﷺ کی حبیبہ پاک ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے متعلق مخالفین کے پروپیگنڈے سے متاثر ہونا ایک بڑی بات تھی۔ نعوذ باللہ حضرت ابوبکرؓ نے کسی غیر اسلامی حمیت کی بنا پر یہ عمل نہیں کیا۔ البتہ حق تعالیٰ نے اس طرزِ عمل کو پسند نہ فرمایا کہ آپ مسطح کی مالی اعانت نہ کرنے کی قسم کھا ڈالیں۔ اس کو ترکِ اولیٰ تو کہا جائے گا لیکن غیر اسلامی حمیت کو اس کی وجہ قرار دینا نعوذ باللہ حضرت صدیقؓ کے اخلاص پر ایک رکیک حملہ ہے۔

حضرت فاروقِ اعظمؓ پر تنقید

(۷) اصلاحی صاحب لکھتے ہیں:

"لیکن دنیا تو ہر بلندی کے آگے سر ٹیک دینے کی خوگر تھی اور ہر بزرگ انسان کو مقام بشر سے کچھ نہ کچھ برتر ہی سمجھتی آرہی تھی چنانچہ اس تخیل کا اثر مٹتے مٹتے بھی کبھی کبھی نمایاں ہو جاتا تھا۔ غالباً یہ ہی شخصی عظمت کا تخیل تھا۔ جس نے رحلت مصطفوی کے وقت اضطراری طور پر حضرت عمر کو تھوڑی دیر کے لیے مغلوب کر لیا تھا۔ ......لیکن ان تمام تصریحات کے باوجود اس جگر گداز خبر کو سن کر کہ آنحضرت ﷺ نے وفات پائی۔ حضرت عمر جیسا اعلیٰ تربیت یافتہ مسلمان بھی وفورِ جذبات میں توازن کھو دیتا ہے۔ تھوڑی دیر کے لیے بھول

جاتا ہے کہ قضائے الٰہی کے سامنے بالا و پست سب ایک ہیں۔ اور حیران ہو ہو کر سوچتا ہے کہ اتنی بڑی ہستی کس طرح اس معمولی انداز سے گزر جا سکتی ہے۔ پیغمبرانہ شخصیت کی بزرگی کا جو سکہ نفس میں مرتسم تھا اس بنا پر وہ آپ کی وفات کا یقین کرنے کے لیے تیار نہ تھا۔'' (ترجمان القرآن ۱۹۵۷ء جلد ۱۲ عدد ۴)

تبصرہ......

واقعہ یہ ہے کہ جب سرورِ کائنات ﷺ نے وفات پائی تو ابتداءً حضرت عمرؓ نے اس پر یقین نہ کیا۔ اب اصلاحی صاحب اس کی وجہ یہ قرار دے رہے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے تصور میں پیغمبرانہ شخصیت کی بزرگی کا جو درجہ تھا اس کے پیش نظر آپ نے ایسا کیا۔ اگر یہ مان لیا جائے تو لازم آئے گا کہ حضرت عمرؓ بھی ساری عمر باوجود رحمۃ للعالمین ﷺ کی صحبت و تربیت سے فیض یاب ہونے کے پیغمبرانہ عظمت میں غلو رکھتے تھے۔ اور یہ مقامِ فاروقی کی سخت توہین ہے۔ برعکس اس کے حضرت عمرؓ کے اس قول کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے یہی سمجھا کہ ابھی حضور نے اور بہت کام کرنے ہیں۔ ابھی موت کا وقت نہیں آیا۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

''باید دانست کہ قصہ دلالت می کند بر آنکہ فاروق می دانست کہ موت بر آں حضرت شدنی است پس مخالف آیت **انک میت وانھم میتون** اعتقاد نہ کردہ بود۔ لیکن گمان می کرد کہ آنچہ واقع شدہ است موت نیست بلکہ تعطیل حواس ظاہر است۔'' (قرۃ العینین صفحہ ۲۷۰)

''معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت فاروقؓ یہ جانتے تھے کہ حضور ﷺ پر موت ضرور آئے گی۔ پس آپ کا اعتقاد آیت **انک میت وانھم میتون** کے خلاف نہ تھا۔ لیکن آپ کا خیال تھا کہ جو کیفیت آنحضرت ﷺ پر واقع ہوئی ہے وہ موت نہیں بلکہ حواس ظاہری کام نہیں کر رہے۔''

فرمائیے حضرت عمرؓ کے قول کی جو توجیہ شاہ ولی اللہ صاحب نے کی اس میں آپ پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اور جو وجہ اصلاحی صاحب بیان کر رہے ہیں اس سے یہ لازم آتا ہے کہ حضرت فاروقِ اعظمؓ نے بھی پیغمبرانہ شخصیت کی بزرگی ماننے میں غلطی کی۔ مقامِ غور ہے کہ رسول پاک ﷺ جن کو فاروق کا لقب دیں اور جن کے بارے میں فرمایا کہ شیطان آپ کو دیکھ کر خوف کے مارے راستہ بدل لیتا ہے۔ مودودی صاحبان کو اتنی بڑی پُر جلال شخصیت پر تنقید کرنے میں کوئی خوف نہ ہوا۔

سبحانک ھذا بھتان عظیم. (جاری ہے۔۔۔۔)

☆......☆......☆......☆

محترم نثار معاویہ صاحب، چکوال
خادم خاص: حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ

میرے شیخ ومرشد......تصویر مدنی رحمہ اللہ

حالات، واقعات، کرامات، ملفوظات، پالیسی، طرزِ عمل، وابستہ یادیں

(......قسط نمبر 2......)

عمرہ کی ادائیگی کے بعد مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران ایک دن اچانک حرم شریف میں مولانا حافظ محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ (لاہور) سے ملاقات ہوئی، مجھے دیکھ کر انہوں نے بڑی حیرانگی سے فرمایا کہ آپ عمرہ پر آ گئے ہیں؟ حالانکہ حضرت اور اُن کی اہلیہ محترمہ نے حج کے بعد عمرہ پر آنا ہے، اور آپ نے ان کے ساتھ آنا تھا؟ بندہ نے ان کو تمام بات بتائی کہ حضرت نے خود فرمایا ہے کہ آپ رمضان المبارک میں عمرہ کے لیے چلے جائیں، اگر حضرت فرماتے کہ ہم نے حج کے بعد جانا ہے تو میں مزید انتظار کر لیتا، بندہ نے اسی جگہ حرم شریف میں کھڑے کھڑے ان سے عرض کی کہ آپ بھی دعا فرمائیں کہ (اگر حضرت کا پروگرام بنا تو ان شاء اللہ العزیز ان کی معیت میں پھر یہاں حاضری دوں گا) اللہ تعالیٰ اس کے لیے زادِ راہ کا انتظام فرما دیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے خصوصی مدد فرمائی اور اس مقدس سفر کے دوران ہی دوبارہ وہاں حاضری کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے خصوصی انتظام فرما دیا۔

ستمبر 1993ء میں حضرت کا عمرے پر جانے کا پروگرام بنا، بندہ نے اس مقدس سفر میں ساتھ جانے کے لیے عرض کی تو حضرت نے فرمایا کہ چونکہ آپ عمرہ کر آئے ہیں اس لیے آپ حج کی تیاری کریں! بندہ نے عرض کی کہ حضرت! آپ دعا فرما دیں تو میں ان شاء اللہ حج پر بھی جاؤں گا، لیکن چونکہ آپ نے پہلے فرمایا تھا کہ ہم عمرہ پر اکٹھے جائیں گے اس لیے مجھے اس مقدس سفر میں اپنی رفاقت سے محروم نہ فرمائیں تو حضرت نے اجازت مرحمت فرما دی۔ اور بندہ نے سفر کی تیاری اور قانونی ضابطہ کے لیے تگ ودو شروع کر دی اور اس سفر میں حضرت، آپ کی اہلیہ، حافظ محمد طیب صاحب اور اُن کی اہلیہ صاحبہ، حافظ محمد طیب صاحب کے والد محترم حافظ محمد نواز صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حاجی محمد یوسف لاہور اور ان کی اہلیہ صاحبہ، اُن کے بھائی حاجی محمد یعقوب صاحب، حافظ محمد مسعود صاحب جو کہ حافظ محمد طیب صاحب کے بھائی ہیں اور مدینہ منورہ میں مقیم ہیں ان کی اہلیہ صاحبہ اور بچے اور یہ خادم شریک سفر تھے۔

25/26 اکتوبر 1993ء کو ہمارے لیے پاسپورٹوں پر ایمبیسی سے ویزے لگے اور ہم 11 نومبر 1993ء کو اس مقدس سفر کے لیے اسلام آباد سے سعودی ائیر لائن کے ذریعے روانہ ہوئے۔ یوں تو حضرت کے ساتھ بارہا سفر کرنے اور خدمت کی اللہ تعالیٰ نے خصوصی توفیق عطا فرمائی تھی لیکن اس مقدس سرزمین کے سفر میں پہلی مرتبہ رفاقت کا موقع تھا۔ اس لیے بعض نئے انکشاف ہوئے۔ حضرت کو چونکہ پیشاب کا عارضہ تھا اس لیے سفر پر روانہ ہوتے وقت بعض اوقات کافی تاخیر ہو جاتی تھی، لیکن اس مقدس سفر پر چکوال سے روانگی کے لیے جو وقت طے فرمایا تھا اس سے بھی کچھ وقت پہلے گھر سے باہر تشریف لے آئے گویا کہ حرمین شریفین حاضری کے لیے بے تاب اور بے قرار ہوں، اس کے لیے تیاری کے لیے بقیہ تمام کاموں کو پس پشت ڈال دیا ہو، حضرت، سنت رسول کی اتباع کرتے ہوئے اپنے ہاتھ میں عصا رکھتے تھے، چونکہ پیرانہ سالی اور ضعف کی وجہ سے سہارے کا کام بھی دیتا تھا لیکن اس مقدس سفر میں گویا آپ اس کا سہارا لینا بھی شاید خلاف ادب خیال فرماتے ہوں، ناچیز کے خیال میں ایک تو اس مقدس سفر میں جتنی بھی مشقت اٹھانی پڑے اسے بھی باعث اعزاز خیال فرماتے ہوں، دوسرا محبوب کے در پر حاضری کے وقت اس سہارے کو بھی خلاف ادب خیال فرماتے ہوں۔ واللہ اعلم۔

یہ مقدس سفر جو چکوال سے شروع ہوا، حضرت کی اہلیہ کے لیے علیحدہ کار کا انتظام کیا گیا تھا جس میں وہ اپنے محرم کے ساتھ اسلام آباد ائیر پورٹ کے لیے عازم سفر ہوئیں، اور حضرت اپنے عشاق وخدام کے قافلے کے ہمراہ روانہ ہوئے، حضرت کے ہمراہ کار میں خادم بھی تھا، حضرت کے چہرہ انور پر عجیب قسم کی تجلیات محسوس ہوتی تھیں اور آپ بہت مسرور دکھائی دیتے تھے اور عام اسفار سے زیادہ انہماک اور یکسوئی سے ذکر میں مصروف رہے۔ اسلام آباد ائیر پورٹ پر اس مقدس سفر کے باقی رفقائے سفر بھی پہنچے ہوئے تھے اور حضرت کو الوداع کہنے والوں کا جم غفیر تھا آپ احباب سے ملے اور آخر میں دعا فرمائی۔ اس کے بعد لاؤنج میں تشریف لے گئے۔ امیگریشن کی قانونی کارروائی کے بعد آپ تمام رفقا کے ہمراہ ائیر پورٹ کے اندر انتظار گاہ میں پہنچ گئے، حضرت اور تمام رفقا نے مسجد میں نوافل پڑھنے کے بعد احرام باندھا اور ہوائی جہاز پر سوار ہونے کے لیے روانہ ہو گئے۔ حضرت بڑی مشکل سے آہستہ آہستہ کسی کا سہارا لیے بغیر جہاز کی سیڑھیاں چڑھے، جہاز میں حضرت کی نشست کھڑکی کے ساتھ تھی، خادم آپ کے برابر والی نشست پر بیٹھا، حضرت نشست پر بیٹھتے ہی اس دنیا سے بے نیاز ہو کر ذکر میں مشغول ہو گئے، کوئی فالتو بات نہ خود فرماتے اور نہ ہی کسی اور کو ہمت تھی کہ آپ کے اس معمول میں مداخلت کرے۔ جب جہاز محو پرواز ہو گیا تو حضرت نشست پر ہی آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئے۔ حضرت نے تقریباً تمام سفر اسی حالت میں طے فرمایا اور ذکر اذکار میں محو رہے۔ پہلے جہاز کا عملہ ریفریشمنٹ کی تواضع کے لیے آیا تو خادم نے دو تین بار نہایت آہستگی کے ساتھ آپ کو اس کی طرف

متوجہ کرنے کی جسارت کی تو حضرت نے ٹھنڈا مشروب نوش فرمایا، پھر کچھ دیر کے بعد کھانا لایا گیا تو آپ نے چند لقمے تناول فرمانے پر اکتفا کیا۔اور باقی کھانا اس خادم کو عنایت فرمایا۔البتہ چائے کے متعلق فرمایا کہ چائے منگوالو۔میں نے عملہ سے چائے لے کر پیش کی، چائے پینے کے بعد آپ پھر پہلی حالت میں ذکر اذکار میں مشغول ہو گئے۔دورانِ سفر ایک مرتبہ بیت الخلاء جانے کے لیے فرمایا، خادم بیت الخلاء کی طرف گیا جب خالی ہو گیا تو حضرت کو بتایا، آپ قضائے حاجت سے فارغ ہو کر اپنی نشست پر براجمان ہو گئے۔آپ کا چہرہ تجلیات کا مرکز تھا، ویسے بھی آپ کا چہرہ نورانی تھا، لیکن اس وقت تو بہت عجیب چمک آپ کے چہرے پر نمایاں محسوس ہو رہی تھی۔آپ آنکھیں بند فرمائے اپنے مالک سے لو لگائے بیٹھے تھے۔اور یہ خادم آپ کے چہرہ مبارک پر نظریں جمائے بیٹھا تھا۔یقیناً وہ یادگار لمحات اس بندہ کی زندگی کا عظیم سرمایہ ہیں۔

اتنے میں جہاز کے عملے نے جدہ پہنچنے کا اعلان کر دیا آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور حفاظتی بیلٹ باندھ لی۔جدہ ائیر پورٹ لاؤنج میں پہنچ کر حضرت نے بیت الخلاء جانے کا کہا، سعودی ائیر لائنز کے پہلے امیگریشن ہال میں مردانہ چار بیت الخلاء ہیں، ان میں تین مغربی طرز کے (یعنی کموڈ) ہیں اور ایک ہمارے طرز کا ہے۔خادم رش کی وجہ سے اس کے سامنے انتظار میں کھڑا ہو گیا، جلد ہی وہ خالی ہو گیا تو میں نے حضرت کو بلا لیا۔وہاں سے فارغ ہو کر امیگریشن عملہ کے سامنے پاسپورٹ چیک کروانے کے لیے لائن میں کھڑا ہو گیا، حضرت کو ایک طرف کرسی پر بٹھا دیا، مجھ سے پہلے جو آدمی کھڑا تھا جب اس کی باری آئی اس کے پاس دو پاسپورٹ تھے، ایک اپنا اور ایک اپنے کسی بزرگ کا تھا جو کرسی پر بیٹھے تھے، لائن میں نہیں کھڑے ہوئے، جب اس نے عملہ کو دو پاسپورٹ دیئے تو انہوں نے پوچھا کہ دوسرا پاسپورٹ کس کا ہے؟ تو اس نے بتایا کہ وہ آدمی وہاں کرسی پر بیٹھا ہوا ہے، انہوں نے غصے سے دونوں پاسپورٹ اس کی طرف پھینک دیئے کہ وہ (بزرگ) قطار میں کھڑا کیوں نہیں ہوا؟ جاؤ اس کو ساتھ لیکر پیچھے لائن میں کھڑے ہو جاؤ، پھر باری آنے پر دوبارہ آنا۔وہ پاسپورٹ لے کر پیچھے چلا گیا۔اس کے بعد میرا نمبر تھا، میرے ساتھ بھی یہی معاملہ تھا، کہ حضرت کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے اور میرے پاس دو پاسپورٹ تھے، ایک اپنا اور ایک حضرت کا۔میں نے حسبنا اللہ ونعم الوکیل کا ورد کرتے ہوئے دونوں پاسپورٹ اس کے سامنے رکھ دیئے، اس نے مجھ سے بھی پوچھا کہ دوسرا پاسپورٹ کس کا ہے؟ میں نے حضرت کی طرف اشارہ کر دیا، اُس نے حضرت کی طرف دیکھا جو وہاں سے کافی فاصلے پر بیٹھے ذکر میں مشغول تھے، اور آپ کے چہرہ مبارک پر تجلیات کا ظہور نمایاں محسوس ہو رہا تھا۔وہ کچھ دیر حضرت کے چہرے کی طرف دیکھتا ہی رہ گیا، پھر خاموشی سے کمپیوٹر میں ہمارے پاسپورٹ چیک کرنے لگا اور چیک کر کے مہر لگا کر دونوں پاسپورٹ مجھے واپس کر دیئے۔خادم حضرت کو لے کر دوسرے لاؤنج میں جو کسٹم ہال تھا آ گیا، وہاں چونکہ رش نہ تھا اس لیے حضرت نے سکون کے ساتھ وضو فرمایا اور عشاء کی نماز پڑھی۔میں

نماز سے فارغ ہوکر خالی ٹرالی میں اپنا سامان رکھ کر باقی احباب کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔

چونکہ مستورات کے ہمراہ پہلی مرتبہ سعودیہ جانے کا اتفاق ہوا تھا اس لیے وہاں کے قانون سے آگاہی نہ تھی، عمرہ ویزہ لگاتے وقت محرم کا ساتھ ہونا لازمی ہے، اور مرد کے پاسپورٹ پر اس کی محرم عورت جو ساتھ جارہی ہے اس کا رشتہ ویزہ کی مہر ساتھ تحریر ہوتا ہے، اسی طرح عورت کے پاسپورٹ پر اس کے محرم مرد کا تعلق تحریر ہوتا ہے۔ اب حضرت کی اہلیہ محترمہ کا پاسپورٹ دیگر مستورات کے ساتھ محترم حافظ محمد طیب صاحب کے پاس تھا، جب وہ عملہ کے پاس آئے تو انہوں نے پوچھا کہ محترمہ آپا جی کے پاسپورٹ میں محرم ان کا خاوند تحریر ہے وہ کہاں ہے؟ تو حافظ طیب صاحب نے بتایا کہ وہ دوسرے کسٹم لاؤنج میں چلے گئے ہیں۔ انہوں نے حضرت کو بلانے کا کہا، چنانچہ حافظ طیب صاحب آئے اور حضرت کو واپس لے گئے، پھر حضرت کا پاسپورٹ عملہ کو دکھایا تو انہوں نے باقی پاسپورٹ بھی واپس کردیئے۔ پھر ہم سامان کی ٹرالیاں کسٹم عملہ کے پاس گئے، وہاں بھی میں نے حضرت کو الگ کرسی پر بٹھا دیا اور ان کا سامان اور پاسپورٹ کسٹم عملہ کے سامنے رکھ دیا۔ انہوں نے بھی حضرت کا پاسپورٹ دیکھ کر ان کے متعلق پوچھا، میں نے حضرت کی طرف اشارہ کردیا تو وہ بھی حضرت کو دیکھ کر خاموش ہوگیا، کسٹم والے بہت سخت چیکنگ کرتے ہیں لیکن اللہ کی خصوصی نصرت سے ہمارا سامان سرسری طور پر دیکھ کر ہمیں باہر جانے کی اجازت دیدی۔ اس طرح بہت جلد ہم ائیر پورٹ سے باہر آگئے۔

وہاں محترم مولانا حافظ محمد مسعود صاحب مدظلہ العالی مدینہ منورہ سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ وہاں سے گاڑی میں یہ قافلہ حرم شریف مکہ معظّمہ کی طرف روانہ ہوا۔ اس وقت تقریباً رات بیت چکی تھی اور موسم خوشگوار تھا۔ حضرت ڈرائیور کے ساتھ والی نشست پر تشریف فرما تھے، گاڑی نہایت تیز رفتاری سے محوسفر تھی، حضرت اردگرد سے بے نیاز مراقبے کی صورت میں تھے۔ تیز ہوا سے آپ کے سر کے بال اڑ رہے تھے اور عجیب نظارہ محسوس ہورہا تھا۔ آپ کی شخصیت بہت ہی مسحور کن محسوس ہورہی تھی آپ کے چہرہ مبارک پر خاص قسم کی تجلیات کا ظہور نمایاں تھا، میں ابھی تک آپ کے چہرے کے نظارے میں ہی گم تھا کہ مکہ معظّمہ آگیا۔ تہجد کی اذان سے کچھ قبل ہی ہم حرم شریف پہنچ گئے۔ حرم شریف کے باب عمرہ کے آگے باب مدینہ کے باہر محلّہ شامیہ کی طرف تیسری یا چوتھی بلڈنگ میں تیسری منزل میں رہائش کے لیے کمرے لیے گئے۔ بلڈنگ میں لفٹ کی سہولت موجود تھی اور یہ حرم شریف کے قریب ترین عمارت تھی، حضرت اپنے کمرہ میں آرام فرمانے لگے، میں نے فجر کی نماز حرم شریف میں باجماعت ادا کرنے کے بعد عمرہ کی سعادت حاصل کی۔

حضرت صبح تقریباً آٹھ بجے کے بعد عمرہ کی ادائیگی کے لیے پیدل حرم شریف تشریف لے گئے، بڑی مشقت سے چلتے چلتے حطیم سے تھوڑا آگے اور رکن یمانی سے تھوڑا پہلے بیٹھ گئے، میں نے اجازت لے کر

باب صفا سے اوپر واقع دفتر سے ایک وہیل چیئر لی اور حضرت کو اس پر بٹھا کر طواف شروع کرادیا، حضرت دوران طواف مراقبے میں محو تھے، ہر چکر میں حجر اسود کے سامنے آکر میں وہیل چیئر کا رُخ حجر اسود کی طرف کر کے کھڑا ہوتا، حضرت کو حجر اسود کے سامنے ہونے کی اطلاع کرتا تو آپ ہاتھ کے اشارے سے استلام فرماتے، میں پھر نیا چکر شروع کردیتا۔ طواف کے بعد رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان دیوار کے سامنے مطاف سے کچھ پیچھے ہٹ کر حضرت نے نوافل ادا فرمائے، وہیں حافظ محمد طیب صاحب گلاسوں میں آب زمزم لے آئے، حضرت نے آب زمزم نوش فرمایا، اس کے بعد میں نے صفا و مروہ کے درمیان سعی بھی وہیل چیئر پر کرائی، پھر حضرت کو رہائش گاہ پر لے آیا، حضرت کے حلق کرانے کے لیے حجام کو رہائش گاہ پر ہی لے آیا۔

ہمارے ٹکٹ چونکہ سعودی ائیر لائنز کے تھے اس کا فائدہ یہ تھا کہ اس ٹکٹ پر بغیر کسی اضافی ادائیگی کے جدہ سے مدینہ منورہ اور مدینہ منورہ سے جدہ سفر کیا جاسکتا تھا۔ لہٰذا حضرت نے حافظ محمد مسعود صاحب کو فرمایا کہ 13 ستمبر کی جدہ سے مدینہ منورہ کے لیے نشستیں بک کروائیں، انہوں نے 13 ستمبر کی شام کی پرواز میں نشستیں بک کرالیں۔

دوسرے دن بھی حضرت صبح آٹھ بجے کے بعد حرم شریف تشریف لے گئے، میں نے وہیل چیئر لانے کی اجازت طلب کی لیکن آپ نے منع فرمادیا۔ میزاب رحمت کے مقابل برآمدے میں بیٹھ کر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک اپنے معمولات میں مشغول رہے۔ اس دوران کوئی بھی آپ کے پاس نہ تھا۔ پھر رہائش گاہ پر تشریف لے آئے، میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہی تھا۔

ظہر کے بعد مدینے شریف جانے کے لیے جدہ ائیر پورٹ کی طرف روانگی ہوئی، اس طرح شام کو مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ مدینہ میں اس وقت قریب ترین رہائش باب النساء کے سامنے (جنت البقیع کی طرف جہاں پہلے ڈاکخانہ اور ہسپتال تھا) ڈاکخانے کی پچھلی طرف ایک بلڈنگ کی دوسری منزل میں رہائش لی گئی۔ تقریباً پچیس سیڑھیاں چڑھنی پڑتی تھیں۔

دوسرے دن تقریباً صبح آٹھ بجے کے بعد حضرت بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کے لیے پیدل روانہ ہوئے، یہ خادم بھی ہمراہ تھا، مسجد نبوی شریف میں باب النساء سے اگلے دروازے نمبر ۴ ”باب ابی ذر“ سے داخل ہوتے ہی تھکاوٹ کی وجہ سے نیچے قالین پر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر آرام کے بعد پھر چل پڑے، اس طرح مواجہ شریف تک پہنچتے پہنچتے چار مرتبہ بیٹھ کر کچھ دیر سانس لیا۔ خادم بھی ہمراہ تھا، لیکن آپ نے سہارا لینا بالکل گوارا نہ فرمایا۔ (جنہیں وہاں کی حاضری کی سعادت نصیب ہوئی وہ جانتے ہیں کہ یہ فاصلہ کتنا زیادہ بنتا ہے۔) عشق و ادب کی خاطر اس بڑھاپے اور کمزوری میں بھی حضرت نے رخصت کی بجائے عزیمت کی راہ اختیار فرمائی۔ (جاری۔۔۔۔)

مولانا زاہد حسین رشیدی

شیخ کے ساتھ محبت و تعلق کا اولین حق

امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر رحمہ اللہ کے حادثۂ وفات (5 مئی 2009) کے بعد ان کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر تسلسل کے ساتھ لکھا جا رہا ہے۔ ماہنامہ "الشریعہ" گوجرانوالہ اور مجلّہ "المصطفیٰ" بہاولپور کی طرف سے خصوصی اشاعتوں کا اہتمام بھی کیا گیا ہے، یقیناً حضرت موصوف علیہ الرحمۃ کے اعزہ و اقارب، تلامذہ اور عقیدت مند ہر دو اشاعتوں میں آنجناب رحمہ اللہ کی ہمہ جہت شخصیت سے پورا فائدہ اٹھائیں گے اور آپ کی پون صدی پر مشتمل علمی، دینی، مسلکی جدوجہد کو ریکارڈ میں محفوظ کر کے بعد والوں کی راہنمائی کے لیے ایک ذخیرہ تیار کریں گے۔

بلاشبہ ایسا ہی ہونا چاہیے اور یقیناً حضرت شیخ رحمہ اللہ کی حیاتِ مستعار اسی لائق ہے کہ اسے مشعلِ راہ بنایا جائے۔

تاہم ایسی شخصیت کی رحلت کے بعد عموماً شدتِ جذبات اور گہرے صدمے کی بنیاد پر ایسے تأثرات درج کر دیے جاتے ہیں جن کی وجہ سے قاری پر مایوسی کی فضا طاری ہو جاتی ہے اور اسے امت کی ناؤ صاف ڈوبتی محسوس ہوتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جانے والوں کی دینی کاوشوں کو خراجِ تحسین پیش کیا جائے۔ ان کی پرسعی زندگی سے راہنمائی کے پہلو تلاش کیے جائیں اور ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر اپنی دنیا و آخرت کو سنوارا جائے۔

کیونکہ ایسے بابرکت لوگ احمد ندیم قاسمی کے اس تخیل کا حقیقی مصداق ہوتے ہیں ؎

زندگی شمع کی مانند جلاتا ہوں ندیم — بجھ تو جاؤں گا مگر صبح تو کر جاؤں گا

میرے مدعیٰ کی وضاحت سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۴۴ سے بخوبی ہو رہی ہے۔ ملاحظہ کیجئے:

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئاً وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ☆

اور محمد تو ایک رسول ہے، ہو چکے اس سے پہلے بہت رسول، پر اگر وہ مر گیا یا مارا گیا تو تم پھر جاؤ گے الٹے پاؤں تو ہر گز نہ بگاڑے گا اللہ کا کچھ اور اللہ ثواب دے گا شکر گزاروں کو۔

(ترجمہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ)

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اسی افراتفری میں ابنِ قیمہ نے ایک بھاری پتھر نبی کریم ﷺ پر پھینکا جس سے دندانِ مبارک شہید اور چہرۂ انور زخمی ہوا۔ ابنِ قیمہ نے چاہا کہ آپ کو قتل کرے مگر مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے (جن کے ہاتھ میں اسلام کا جھنڈا تھا) نے مدافعت کی، نبی کریم ﷺ زخم کی شدت سے زمین پر گر پڑے۔ کسی شیطان نے آواز لگادی کہ آپ ﷺ قتل کردیے گئے یہ سنتے ہی مسلمانوں کے ہوش خطا ہوگئے اور پاؤں اکھڑ گئے۔ بعض مسلمان ہاتھ پاؤں چھوڑ کر بیٹھ رہے۔ بعض ضعفاء کو خیال ہوا کہ مشرکین کے سردار ابوسفیان سے امن حاصل کرلیں۔ بعض منافقین کہنے لگے جب محمد قتل کردیے گئے تو اسلام چھوڑ کر اپنے قدیم مذہب میں واپس چلے جانا چاہیے۔ اس وقت انس بن مالک کے چچا انس بن النضر نے کہا اگر محمد مقتول ہوگئے تو ربِ محمد تو مقتول نہیں ہوا۔ حضور ﷺ کے بعد تمہارا زندہ رہنا کس کام کا ہے جس چیز پر آپ نے جان دے دی ہے اسی پر تم بھی جان دے دو۔ یہ کہہ کر آگے بڑھے حملہ کیا لڑے اور مارے گئے (رضی اللہ عنہ)۔

وما محمد الا رسول الخ یعنی محمد بھی آخر خدا تو نہیں۔ ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے کتنے ہی رسول گذر چکے۔ جن کے بعد ان کے متبعین نے دین کو سنبھالا اور جان و مال فدا کر کے قائم رکھا آپ ﷺ کا دنیا سے گذرنا بھی کوئی اچنبھا نہیں۔ اس وقت نہ سہی، اگر کسی وقت آپ کی وفات ہوگئی تو کیا تم دین کی خدمت وحفاظت کے راستے سے الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جہادِ فی سبیل اللہ ترک کردو گے یا منافقین کے موافق (العیاذ باللہ) سرے سے دین کو خیر باد کہہ دو گے تم سے ایسی امید ہر گز نہیں۔

حاصلِ کلام اور سو باتوں کی ایک بات یہی ہے کہ سالارِ قافلہ کی رحلت کے بعد شرکائے قافلہ کو انہی کے طے کردہ راستے پر اپنا سفر جاری رکھنا چاہیے۔ ان کے مزاج و مذاق کا لحاظ رکھنا چاہیے اور اس سے سرمو انحراف نہ کرنا چاہیے۔ یقیناً ان کے ساتھ محبت وتعلق کا اولین حق یہی ہے۔ ؎

جو حق کے ساتھ رہے حشر خیز طوفان میں ۔۔۔ سلامتی پہ ہے اس کی دلیل کشتیٔ نوح

(عزیز فیضانی)

مفتی رب نواز حفظہ اللہ

مسئلہ وحدۃ الوجود......اور......آل غیر مقلدیت

(......قسط نمبر 8......آخری قسط)

وحدۃ الوجود والوں کو اہلحدیث کا تمغہ

(۱)......عقیدہ وحدۃ الوجود کے ''سب سے بڑے مبلغ'' شیخ اکبر ابن عربی صوفی ہیں۔

[تبلیغی جماعت، عقائد وافکار ص:۴۷]

امام اہل حدیث وحیدالزمان صاحب نے وحدۃ الوجود کے اس سب سے بڑے مبلغ کو ''اہلحدیث'' قرار دیا۔[ھدیۃ المھدی ج:۱ص:۵۱۔تیسیر الباری ج:۴،ص:۳۲۶۔طبع تاج کمپنی]

آل غیر مقلدیت کے ''خاتم المفسرین'' نواب صدیق حسن خان، ابن عربی کے متعلق لکھتے ہیں:

''کلامہ فی العمل بالدلیل وطرح التقلید الضئیل فوق کلام الناس وشغفه بذالك یفوت عن حصر البیان ''

عمل بالدلیل اور ترک تقلید کے سلسلہ میں ان کا کلام دوسرے لوگوں کے کلام سے فائق ہے اس بارہ میں ان کا شغف احاطۂ بیان سے بلند ہے۔'' [التاج المکلل،ص:۱۲۵]

(۱)......حسین بن منصور الحلاج نے وحدۃ الوجود کے عقیدہ کو اعلانیہ پیش کیا۔[علمی مقالات، ج:۲،ص:۴۶۷]

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد نے حلاج مذکور کو ولی اللہ تسلیم کیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''قدشهد بولایته کثیرمن الکبار المشائخ، وقالوا انه عالم ربانی منهم الشیخ عبدالقادرالجیلانی۔''[التاج المکلل ص:۲۷۷]

تحقیق بڑے مشائخ میں سے کثیر تعداد نے ان کی ولایت کی گواہی دی ہے اور کہا ہے کہ بے شک وہ ''عالم ربانی'' تھے۔گواہی دینے والوں میں شیخ عبدالقادر جیلانی بھی ہیں۔

یہاں پر دو چیزیں قابل توجہ ہیں۔۱۔حلاج ''عالم ربانی'' ہے اور آل غیر مقلدیت کے ہاں ''عالم ربانی'' اہلحدیث ہی ہوتا ہے مقلد کو وہ جاہل اور مشرک کہتے ہیں۔ ۲۔حلاج کو ''اللہ کا ولی'' کہا ہے اور غیر مقلدین کے نزدیک ولی، اہلحدیث ہی بنتا ہے، چنانچہ آل غیر مقلدیت کے مشہور ''بزرگ'' پروفیسر عبداللہ بہاول پوری لکھتے ہیں:

''جب ولی صرف اہلحدیث ہی ہوسکتا ہے تو ثابت ہوا کہ جتنے ولی گزرے ہیں وہ سب اہلحدیث

تھے...... جو اہلحدیث نہ ہو ولی ہونا تو در کنار اس کی نجات کا مسئلہ بھی خطرے میں ہے۔''

[رسائل بہاول پوری، ص:۵۰]

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حسین بن منصور الحلاج کی وفات ۳۰۹ھ میں ہوئی۔

[التاج المکلل، ص:۲۷۷]

اس کے ساتھ یہ بھی معلوم رہے کہ آل غیر مقلدیت کے نزدیک تقلید اور مقلدین چوتھی صدی کے بعد کی پیداوار ہیں۔

[مقالات الحدیث، ص:۹۹۔ طریق محمدی، ص:۶۔ شرح بخاری داؤد راز۔ ج:۱، ص:۲۲۴۔۳۸۷]

(۳)......وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھنے والوں میں ایک شخص، ابن الفارض ہیں۔ [علمی مقالات، ج:۲، ص:۴۶۱]

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد، ان کے متعلق لکھتے ہیں:

''کان رجلا صالحا کثیر الخیر علی قدم التجرد'' آپ تجرد پسند نیک اور کثیر خوبیاں رکھتے تھے۔ [التاج المکلل، ص:۲۲۲]

نواب صاحب ان کے متعلق یہ نظریہ رکھتے ہیں۔

''لہ کرامات کثیرۃ، ان کی بہت سی کرامات ہیں'' [ایضاً] ان کی ایک کرامت ہم نقل کرتے ہیں مگر طوالت سے بچنے کے لیے صرف ترجمے پر اکتفا کرتے ہیں۔

''وہ (ابن الفارض) اکثر اوقات میں مبہوت رہتے، آپ کی آنکھیں پتھرائی ہوئی ہوتی تھیں، بات کرنے والے کو نہ دیکھ سکتے تھے، نہ سن سکتے تھے، کبھی کھڑے، کبھی بیٹھے، کبھی پہلو کے بل اور کبھی چت لیٹے ہوتے، مردے کی طرح ڈکے ہوئے ہوتے، اس حالت میں دس دس دن گزر جاتے نہ کھاتے نہ پیتے نہ بات کرتے اور نہ ہی کسی قسم کی حرکت کرتے، جب اس حالت سے افاقہ ہوتا اور ہوش میں آتے تو اللہ تعالیٰ آپ پر کلام کا دروازہ کھولتے اور ایک ایسا منفرد قصیدہ وجود میں آجاتا جو بے نظیر اور بے مثال ہوتا۔''

[التاج المکلل، ص:۲۲۲۔ کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ، ص:۲۰۶]

حاصل یہ ہے کہ ابن الفارض، نواب صاحب کی تصریح کے مطابق صاحب کرامت ولی تھے اور آل غیر مقلدیت کے نزدیک ولی، اہلحدیث ہی ہوا کرتا ہے۔ کما مر۔

(۴)......آل غیر مقلدیت کے ایک بزرگ نے لکھا ہے:

''غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب اور الفتح الربانی کے مصنف عبدالقادر جیلانی اس نظریہ (وحدۃ الوجود) کے جھنڈے اٹھائے پھر رہے ہیں۔''

[فضیحت ننگ ص:۱۸۵، ابوالقاسم عبدالعظیم سلفی۔ بحوالہ ارمغان حق، ص:۱۰۷، ج:۱]

عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''عبدالقادر جیلانی کے بعض مسائل کی وجہ سے جن میں انہوں نے محدثین کے مسلک کو ترجیح دی ہے بعض لوگوں نے ان کو صحیح العقیدہ سمجھ لیا ہے حالانکہ یہ بات ان کے عقیدہ صوفیت پر نہ ہونے کی دلیل نہیں، صوفیت کا تعلق اعتقادی مسائل سے ہے اس لیے کسی شخص کا صوفی و وحدت الوجود اور وحدت الشہود والے عقیدے پر ہونا اور اس کا آمین بالجہر ورفع یدین پر عمل کرنا اور امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ پڑھنا دو متضاد امر نہیں ہو سکتے۔'' [عقیدہ صوفیت، ص:۱۹۸]

ڈیروی صاحب کی یہ عبارت بھی سامنے رہے کہ ''وحدت الوجود ہر صوفی کا عقیدہ ہے۔'' [عقیدہ صوفیت، ص:۹۲]

ڈیروی صاحب نقل کرتے ہیں:

''شیخ عبدالقادر جیلانی کی قبر اکھیڑ کر اس کی ہڈیاں نکالی گئیں اور دریائے دجلہ میں پھینک دی گئیں۔'' [عقیدہ صوفیت، ص:۱۹۰]

ڈیروی صاحب یہ تاثر دے رہے ہیں کہ شیخ جیلانی کی قبر کا یہ حشر ان کے وحدت الوجود وغیرہ صوفیانہ عقیدوں کی سزا ہے۔

قارئین کرام! اتنا پڑھنے کے بعد یہ بھی جان لیں کہ شیخ جیلانی آل غیر مقلدیت کے نزدیک اہلحدیث تھے۔

[تاریخ اہلحدیث سیالکوٹی، ص:۱۷۹۔ رسائل بہاول پوری، ص:۴۹۔ حنفیوں کے ۳۵۰ سوالات......ص:۵۲۷]

زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا علمائے حدیث وائمہ اسلام کے نزدیک بہت بڑا مقام ہے''

اس کے ایک صفحہ بعد لکھا:

''علمائے حدیث کی ان گواہیوں اور دیگر اقوال سے معلوم ہوا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ثقہ وصدوق اور نیک آدمی تھے۔'' [توضیح الاحکام، ج:۲، ص:۴۶۱۔۴۶۲]

(۵)......عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد نے لکھا ہے:

''شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں، فرمایا: میں نے عرفاء وعلماء کی ایک بڑی مجلس میں مسئلہ وحدت الوجود ثابت کر دکھایا، عقائد متکلمین پر مبنی عبارات کے حوالے پیش کیے اور عقلی ونقلی دلائل دیئے مگر اس تمام بحث کے دوران وحدۃ الوجود کی اصطلاح کو ذکر نہیں کیا، انہوں نے تمام دلائل قبول کر لیے، گویا خلاصہ یہ نکلا کہ لفظوں کے پجاری علماء کا اکثر تعصب لفظوں سے ہوتا ہے۔ انفاس العارفین، ص:۲۱۷۔ اس سے صاف عیاں ہے کہ شاہ ولی اللہ بھی وحدۃ الوجود کے قائل تھے۔'' [عقیدہ صوفیت، :۱۸۳]

ڈیروی صاحب ہی لکھتے ہیں:

''شاہ ولی اللہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ مذکورہ حوالہ جات جو صوفیت اور عقیدہ وحدت الوجود یا وحدۃ الشہود پر دلالت کرتے ہیں یہ ان کی وہ تحریرات ہیں جو ان کے حج پر جانے سے پہلے انہوں نے لکھی تھیں اور حج سے واپس آنے کے بعد انہوں نے ایسی تمام باتوں سے رجوع کرلیا تھا اور وہ صحیح العقیدہ ہو گئے تھے......لیکن یہ تحریرات جو میں نے نقل کی ہیں ان کی کتاب ''انفاس العارفین'' سے ماخوذ ہیں اور انفاس العارفین ان کے حج کے بعد کی تالیف ہے۔'' [عقیدہ صوفیت، ص:۱۸۸]

آل غیر مقلدیت کے کئی بزرگ شاہ ولی اللہ کو اہلحدیث قرار دیتے ہیں، مثلاً دیکھیے [اہلحدیث کون؟ ص:۱۵]

محمد حسین بٹالوی نے لکھا:

''امام اہلحدیث ہند حضرت شاہ ولی اللہ۔'' [اشاعۃ السنہ، ج:۲۳، ص:۱۵۷]

دسیوں غیر مقلدین ایسے ہیں جنہوں نے حضرت شاہ صاحب کو تارک تقلید یا مخالفِ تقلید کہا ہے، اختصار کے پیش نظر صرف بدیع الدین راشدی غیر مقلد کا حوالہ ذکر کرتے ہیں۔

راشدی صاحب، شاہ ولی اللہ اور ان کے ابنائے کرام کے متعلق لکھتے ہیں:

''یہ سب حضرات تقلید کے بند کو توڑنے میں کوشاں تھے ''تراجم علمائے حدیث ہند'' میں ان کے حالات درج ہیں۔'' [تنقید سدید، ص:۴۰]

خلاصہ یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ آل غیر مقلدیت کے نزدیک وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھتے تھے......اور......اس کے ساتھ ساتھ اہلحدیث بھی تھے۔

(۶)......آل غیر مقلدیت کے مایہ ناز مصنف زبیر علی زئی مماتی لکھتے ہیں:

''جس طرح ابن عربی وحدت الوجود کا قائل تھا ڈاکٹر اسرار احمد کا بھی بعینہ وہی عقیدہ ہے۔''

[علمی مقالات، ج:۴، ص:۴۰۴]

غیر مقلدین کے رسالہ ''محدث'' میں ایک کتاب کے تعارف میں لکھا ہے ''معروف داعی دین ڈاکٹر اسرار احمد نے اس کا مقدمہ تحریر کیا۔'' [ماہنامہ محدث، لاہور، شعبان ۱۴۳۲ھ، ص:۸۰]

یعنی ڈاکٹر صاحب کو دین کا داعی کہہ کر خراج تحسین پیش کیا ہے۔ محمد اسحاق بھٹی غیر مقلد نے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے ۳۴ صفحات میں حالات لکھے اور انہیں اہل سنت قرار دیا، ان کے الفاظ یہ ہیں:

''انہیں ہم اہل سنت قرار دیتے ہیں۔'' [بزم ارجمنداں، ص:۵۸۵]

اس کے ساتھ یہ بھی جانیں کہ غیر مقلدین کے نزدیک ''اہل سنت صرف اہلحدیث ہیں۔''

[رسائل بہاولپوری، ص:۵۰]

وحدت الوجودی لوگوں کو پہچاننے کی علامات

ذیل میں غیر مقلدین کی زبانی چند علامات نقل کی جاتی ہیں، تاکہ جن حضرات کی وحدت الوجود کے اثبات پر کوئی تحریر دستیاب نہ ہو ان علامتوں کے ذریعہ ان کے وحدت الوجودی ہونے کو معلوم کیا جا سکے، ان علامات کے معیاری ہونے پر اگرچہ ناقل کا اتفاق ضروری نہیں تاہم غیر مقلدین انہیں معیار بنا کر اپنے وحدۃ الوجودی بزرگوں کی بآسانی کھوج لگا سکتے ہیں۔

(۱)......اللہ کو حاضر ناظر ماننا

عطاء اللہ ڈیروی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''صوفیاء اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہر جگہ مانتے ہیں کیونکہ ان کا عقیدہ وحدت الوجود اور حلول کا ہے۔'' [عقیدہ صوفیت، ص:۸۴]

محمد طارق خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ہر جگہ موجود ہونے کا عقیدہ ہی درحقیقت وحدت الوجود تک لے جانے کا راستہ ہے، پس جو کوئی بھی یہ عقیدہ رکھے گا کہ اللہ تعالیٰ بذاتہ ہر جگہ موجود ہے، پھر اپنے اس عقیدہ پر غور وفکر کرتا رہے گا وہ بالآخر عقیدہ وحدۃ الوجود پر جا کر ہی دم لے گا۔'' [تبلیغی جماعت، عقائد وافکار، ص:۱۰۶]

ان عبارات کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کو ہر جگہ ماننے والا ''وحدت الوجود'' کی راہ پہ گامزن ہے۔اب اس علامت کے ذریعہ وحدۃ الوجودی آل غیر مقلدیت کی شناخت کریں۔

عبدالسلام بستوی صاحب غیر مقلد فرماتے ہیں:

''ہر جگہ حاضر ناظر رہنا، ہر چیز کا جاننا، دور و نزدیک سے برابر سننا وغیرہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔''

[اسلامی خطبات، ص:۳۰، ج:۱]

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری غیر مقلد فرماتے ہیں:

''میں جو بات کہہ رہا ہوں اس میں، مَیں اللہ کو گواہ کرتا ہوں جو حاضر ناظر ہے، جو سنتا ہے، جو دیکھتا ہے۔'' [خطبات بہاولپوری، ج:۵، ص۱۹۵]

بہاول پوری صاحب مزید فرماتے ہیں:

''جب آپ کے دل میں یہ بات ہو کہ اللہ زندہ ہے، اللہ سنتا ہے، اللہ حاضر ہے، اللہ دیکھتا ہے اور اللہ کو سب علم ہے، کوئی چیز اس سے مخفی نہیں ہے......'' [خطبات بہاول پوری، ج:۵، ص:۱۷۰]

زبیر علی زئی کے شیخ الشیخ ثناء اللہ امرتسری صاحب کا عقیدہ ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ عرش وفرش پر ہر جگہ ذات سے موجود ہے۔''

[مظالم روپڑی، ص:۱۴، مشمولہ رسائل اہلحدیث جلد اول]

عبداللہ روپڑی غیر مقلد نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا:

اپنے عقیدہ مردودہ کی وجہ سے مولوی ثناء اللہ صاحب قید کر دینے کے مستحق ہیں......اس کے جواب میں امرتسری صاحب نے اپنی ہمنوائی میں آل غیر مقلدیت شوکانی، نواب صدیق حسن خان اور محمد حسین بٹالوی کا یہی عقیدہ نقل کیا اور پھر روپڑی صاحب سے مخاطب ہو کر کہا:

''کیا میں اکیلے ہی قید میں جاؤں گا یا میرے ہم خیال بھی؟ اکیلے تو جا نہیں سکتا کیونکہ جرم میں وہ لوگ میرے شریک بلکہ مجھ سے مقدم ہیں، اگر وہ میرے ساتھ ہوں گے تو واللہ خوب لطفِ صحبت رہے گا۔ اس پر حافظ عبداللہ صاحب اہل اعراف کی طرح ہم کو تاکتے ہوں گے۔'' [مظالم روپڑی بر مظلوم امرتسری، ص:۱۴]

عطاء اللہ ڈیروی اور محمد طارق خان کی بیان فرمودہ علامات کے مطابق ثناء اللہ امرتسری وغیرہ آل غیر مقلدیت وحدت الوجود کی راہ کے مسافر ہیں، یہاں پر شیخ محمد بن عبداللطیف (ریاض، سعودیہ کے قاضی) کا بیان بھی پڑھتے چلیں، وہ فرماتے ہیں:

''مولوی ثناء اللہ نے اپنی تفسیر میں حلولیہ، اتحادیہ، جہمیہ اور معتزلہ کے مذاہب کو جمع کر رکھا ہے اور اپنی تائید میں ان لوگوں کے اقوال نقل کیے ہیں جو نہ تو حجت کے طور پر پیش کیا جا سکتے ہیں اور نہ ان لوگوں کے متعلق (محدثین کی) اچھی رائے ہے۔ [فیصلہ مکہ، ص:۱۷، مشمولہ رسائل اہلحدیث جلد اول]

اب یہ زبیر علی زئی صاحب ہی بتائیں کہ حلولیہ واتحادیہ وحدت الوجودی لوگوں کو کہتے ہیں یا کسی اور مخلوق کو؟ اور یہ بھی فرمائیں کہ جب آپ کے نزدیک اللہ کو ہر جگہ موجود ماننے کا عقیدہ کفریہ ہے۔ [علمی مقالات، ج:۴، ص:۹۶] تو ثناء اللہ امرتسری وغیرہ اللہ کو حاضر ناظر ماننے والے آل غیر مقلدیت کیا ثابت ہوں گے؟

(۲)......کام کرنے، کرانے کی نسبت اللہ کی طرف کرنا

زبیر علی زئی غیر مقلد نے کسی پیر کا یہ جملہ ''کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی ہے۔'' نقل کیا پھر اسے وحدۃ الوجود قرار دیتے ہوئے یوں تبصرہ کیا:

''اللہ کی قسم! وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھنے والے وجودیوں کی ایسی عبارات نقل کرنے سے دل ڈرتا اور قلم کانپتا ہے۔'' [توضیح الاحکام، ج:۱، ص:۵۹]

مذکورہ بالا جملہ اور پھر اس پر علی زئی تبصرہ کے بعد پروفیسر عبداللہ بہاول پوری غیر مقلد کا کلام پڑھیے، وہ فرماتے ہیں:

''دیکھو کرنا، کروانا جو کچھ ہے وہ اللہ ہی نے ہے۔'' [خطبات بہاول پوری، ج:۴، ص:۳۵۶]

(۳)......مخلوق کو اللہ کا مظہر کہنا

وحدت الوجود کی تیسری علامت عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد کی زبانی معلوم کیجیے، ڈیروی صاحب لکھتے ہیں:

''خلیل اللہ کے حق میں یہ کہنا کہ وہ ان (سورج، چاند اور ستاروں) کو رب تعالیٰ کا مظہر سمجھتے تھے، ان پر بہتان ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خلیل اللہ بھی ان صوفیوں کی طرح وحدت الوجود کے قائل تھے۔'' [عقیدہ صوفیت، ص:۹۹]

ڈیروی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''یہ لفظ مظہر بھی انہی اصطلاحات میں سے ایک ہے جن کے ذریعے سے ان صوفیاء نے اپنے وحدت الوجود اور حلول کے عقیدے کو لوگوں سے چھپالیا ہے......مظہر کا معنی ہوا ظاہر ہونے کی جگہ، صوفیاء یہ لفظ بول کر یہ معنی لیتے ہیں کہ یہ چیز اللہ تعالیٰ کے ظاہر ہونے کی جگہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس میں ظاہر ہوا۔''

[عقیدہ صوفیت، ص ۱۳۵]

آیئے اس علامت کے ذریعہ وحدت الوجودی غیر مقلدین کی کھوج لگائیں، صلاح الدین یوسف غیر مقلد لکھتے ہیں:

''دراصل یہ انسان اللہ کی قدرت کا مظہر اور اس کا پرتو ہے۔''

[تفسیری حواشی، ص:۱۷۲۹، ذیل سورۃ التین]

آل غیر مقلدیت کے ''مجتہد العصر'' عبداللہ روپڑی صاحب لکھتے ہیں:

''خاص کر خدا کی ذات سے کسی کو عشق ہو جائے تو چونکہ تمام اشیاء اس کے آثار اور صفات کا مظہر ہیں، اس لیے خدائی عاشق پر اس حالت کا زیادہ اثر ہوتا ہے، یہاں تک کہ ہر شئے سے اس کو خدا نظر آتا ہے۔''

[فتاوی اہلحدیث، ج:۱، ص:۱۵۳]

آل غیر مقلدیت کے قابل قدر بزرگ نواب صدیق حسن خان فرماتے ہیں:

''پاک ہے وہ ذات جو اپنے مظاہر کے پردوں میں پوشیدہ ہے اور باوجود ہزاروں حجابوں کے ظاہر ہے، پوشیدگی اس کی صرافت واطلاق ذات کے لحاظ سے ہے اور مظاہر وتعینات کے اعتبار سے وہ ظاہر ہے۔'' [مآثر صدیقی، حصہ چہارم، ص:۴۲]

مظاہر، مظہر کی جمع ہے۔

(۴)......وحدۃ الوجود والے کو ''ولی اللہ'' کہنا

عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد کی زبانی ''وحدۃ الوجودی'' ہونے کی ایک اور علامت سنیے، وہ لکھتے ہیں:

''علماء دیوبند اپنے بدعتی عقیدے کی وجہ سے جو وحدت الوجود اور حلول کا عقیدہ ہے، حلاج کو ولی اللہ کہنے اور ماننے پر مصر ہیں۔'' [عقیدہ صوفیت، ص:۱۷۹]

ڈیروی صاحب ہی لکھتے ہیں:

''جو لوگ ان کو اولیاء و بزرگان سمجھتے ہیں وہ انہی کی طرح زندیقیت والحاد کا عقیدہ رکھتے ہیں، مثال کے طور پر مشہور زندیق ابن عربی الصوفی مؤلف فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ کو...... قدس سرہ لکھتے ہیں اور حلاج جیسے ملحد و زندیق کو...... ولی اللہ لکھا ہے۔'' [عقیدہ صوفیت، ص:۱۹۰]

ان دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ وحدت الوجود کا عقیدہ رکھنے والے شخص کو ''ولی اللہ'' کہنا ان کے نزدیک ''وحدۃ الوجودی'' ہونے کی علامت ہے، ذیل میں اس علامت کے ذریعہ وحدۃ الوجودی غیر مقلدین کی شناخت کیجیے۔

فضل حسین بہاری غیر مقلد، میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد کے متعلق لکھتے ہیں وہ:

''شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی بڑی تعظیم کرتے اور خاتم الولایۃ المحمدیہ فرماتے۔''

[الحیات بعد الممات، ص:۲۲۴]

یہی بات امام خان نوشہروی غیر مقلد نے بھی نقل کی ہے۔ [تراجم علمائے حدیث ہند، ص:۱۴۶]

ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حضرت مجدد سرہندی بھی شیخ موصوف (ابن عربی) کو مقربان الٰہی سے لکھتے ہیں...... خاکسار کی ناقص رائے میں بھی شیخ ممدوح قابل عزت لوگوں میں ہیں رحمہ اللہ۔'' [فتاوی ثنائیہ، ص:۳۳۴، ج:۱]

فیاض علی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''شیخ محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ جو علمائے ابرار اور صوفیائے کبار میں سے ہیں۔''

[اہلحدیث اور سیاست، ص۱۰۷]

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد، وحید الزمان غیر مقلد اور فضل حسین بہاری غیر مقلد بھی ابن عربی کو ''ولی اللہ'' مانتے ہیں۔ [التاج المکلل، ص:۱۷۶، ترجمہ نمبر ۱۶۸۔ ہدیۃ المہدی، ج:۱، ص:۵۱۔ الحیات بعد الممات، ص:۲۲۴]

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ بھی ابن عربی کو ''ولی اللہ'' مانتے ہیں۔

[ہدیۃ المہدی، ج:۱، ص:۵۱۔ الاعتصام، اشاعت خاص، بیاد: بھوجیانی، ص:۳۱۴]

علامہ سیوطی رحمہ اللہ آل غیر مقلدیت کے نزدیک ''تارک تقلید بلکہ مخالف تقلید'' ہیں۔

[علمی مقالات، ج:۳، ص:۵۷]

نواب صدیق حسن خان صاحب، ابن الفارض کے متعلق لکھتے ہیں:

"وله كرامات كثيرة۔ اوران کی بہت سی کرامات ہیں۔''

[التاج المکلل ،ص:۲۲۲۔ترجمہ نمبر ۳۴۰]

نواب صاحب نے حسین بن منصور حلاج کے بارے میں لکھا:

"وقد شهد بولايته من كبار المشائخ ،اور یقیناً ان (حلاج) کی ولایت کی بہت سے بڑے مشائخ نے گواہی دی ہے۔[التاج المکلل ،ص ۲۷۷،ترجمہ ۴۲۲]

میاں نذیر حسین دہلوی، ثناء اللہ امرتسری، فیاض علی صاحب، نواب صدیق حسن خان، وحید الزمان اور فضل حسین بہاری وغیرہ آل غیر مقلدیت وحدۃ الوجود کے قائلین کو ''ولی اللہ'' مان کر عطاء اللہ ڈیروی کی بیان فرمودہ علامت کے مطابق ''وحدۃ الوجودی'' بلکہ...... ہیں۔''

عطاء اللہ ڈیروی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''خواجہ معین الدین چشتی......بھی عقیدہ وحدت الوجود رکھتے تھے۔'' [عقیدہ صوفیت،ص:۱۰۴]

عبدالمجید سوہدری غیر مقلد، خواجہ صاحب کو ''ولی'' مانتے ہیں، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''سرزمین ہند میں بھی موحدین، اولیاء اقطاب، ابدال علماء فضلاء تشریف لاتے رہے چنانچہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ، صابر کلیریؒ، فرید الدین گنج شکرؒ، خواجہ علی ہجویریؒ، (المعروف گنج بخش) ایسے بزرگان دین وملت، شرک وبدعت کے استیصال اور کفر والحاد کی تردید ہی کے لیے پیدا ہوئے۔''

[سیرت ثنائی،ص:۷۹]

ڈیروی صاحب کی بیان کردہ علامت کے مطابق سوہدری صاحب وحدت الوجود والے کو ''ولی اللہ'' ماننے کی وجہ سے ''وحدۃ الوجودی'' ہیں۔

ڈیروی صاحب کی رائے میں ذوالنون مصری ''زندیق'' ہیں۔[عقیدہ صوفیت،ص:۱۸۹]

اس کے بالمقابل عبدالسلام بستوی غیر مقلد فرماتے ہیں:

''ولی اللہ ذوالنون مصری''۔[اسلامی خطبات، ج:ا ص:۲۲]

ڈیروی صاحب لکھتے ہیں:

''جنید بغدادی پر بہت دفعہ کفر کا فتوی لگایا گیا۔'' [عقیدہ صوفیت،ص:۱۹۸]

جبکہ ''وکیل اہلحدیث'' کہلائے جانے والے محمد حسین بٹالوی انہیں ولی مانتے ہیں، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''ولی (سری سقطی ،جنید بغدادی، شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرہ) کے الہام غیبی......''

[اشاعۃ السنہ، ج:۷،ص:۱۹۴۔بحوالہ تاریخ ختم نبوت،ص:۹۷]

ڈیروی صاحب بتائیں کہ زندیق اور کافر کو ''ولی اللہ'' قرار دینے والے عبدالسلام بستوی اور محمد حسین بٹالوی

آپ کے فتوی کے مطابق مسلمان شمار ہوں گے یا کچھ اور؟

(۵)......وحدت الوجود والے کی حمایت کرنا

زبیر علی زئی پیر دادی غیر مقلد نقل کرتے ہیں:

''حلاج کی حمایت ان لوگوں کے سوا کوئی نہیں کرتا جو اس کی اس بات کے قائل ہیں جس کو وہ عین جمع کہتے ہیں اور یہی اہل وحدت مطلقہ کا قول ہے۔'' [توضیح الاحکام، ج:۱، ص:۱۶۲]

اس عبارت کا حاصل یہ ہے جو حلاج (بالفاظ دیگر کسی وحدت الوجود کا عقیدہ رکھنے والے) کی حمایت کرتا ہے وہ ان کا ہم عقیدہ ہے۔ اس علامت کے مطابق ابن عربی کا دفاع کرنے والے آل غیر مقلدیت کی شناخت آسانی سے ہوسکتی ہے کہ وہ کس عقیدے کے حامل ہیں، دفاع کرنے والے کون کون بزرگ ہیں، اس کے لیے پچھلے صفحات میں ''ابن عربی کا دفاع'' عنوان ملاحظہ فرمائیں۔

البتہ یہاں اتنی یاددہانی کرادیتے ہیں کہ آل غیر مقلدیت کے ''شیخ الکل فی الکل'' میاں نذیر حسین دہلوی دو ہفتے تک متواتر ابن عربی کے دفاع میں مناظرہ کرتے رہے یہاں تک کہ مخالف کو اپنا ہم نوا بنالیا۔

[تراجم علمائے حدیث ہند، ص:۱۴۶]

ہمیں کسی مکتب فکر کے کسی بزرگ کا علم نہیں جس نے ابن عربی کی حمایت میں دو ہفتے تک مسلسل محفل مناظرہ جمائے رکھی ہو، ہماری معلومات کے مطابق یہ ریکارڈ قائم کرنے والے آل غیر مقلدیت کے ''شیخ الکل فی الکل'' میاں نذیر حسین دہلوی ہی ہیں۔ آل غیر مقلدیت کے ''مجدد و مجتہد'' نواب صدیق حسن خان صاحب نے نقل کیا کہ لوگوں نے حلاج کی توبہ کو اس لیے قبول نہ کیا کہ وہ توبہ کرکے توڑ دیتے تھے، ان کی توبہ کو غیر معتبر سمجھتے ہوئے قتل کر دیا گیا، اس کے بعد نواب صاحب نے ان کے قتل کو ناجائز قرار دیتے ہوئے لکھا:

"فهٰذا فعل لايتاتى الاقدام عليه الا ممن لم يدرك مدارك السنة الصحيحة على وجهها عفا الله عنا وعنهم اجمعين، والتائب من الذنب كمن لا ذنب له، وان تكرر منه الذنب مراراً۔

یہ ایک ایسا فعل ہے جس کا اقدام صرف وہی شخص کرسکتا ہے جو سنت صحیحہ کے مدارک کو نہیں پاسکا، اللہ ہمیں اور ان سب کو معاف فرمائے اور توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو اگرچہ اس سے گناہ کا صدور کئی مرتبہ ہوا ہو۔'' [التاج المکلل، ص:۲۷۷۔ ترجمہ ۲۲۲]

حاصل یہ ہے کہ حلاج کا قتل نواب صاحب کی رائے میں حدیث نبوی "التائب من الذنب كمن لا ذنب له" کے خلاف ہے۔

(۶)......صوفی ہونا

عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

”وحدۃ الوجود ہر صوفی کا عقیدہ ہے۔“ [عقیدہ صوفیت، ص:۵۲]

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری غیر مقلد فرماتے ہیں:

”وحدت الوجود کا عقیدہ صوفیوں کا بنیادی عقیدہ ہے۔“ [خطبات بہاول پوری، ج:۱، ص:۳۲۷]

جب وحدت الوجود ہر صوفی کا (بنیادی) عقیدہ ہے تو ڈیروی صاحب کی بیان فرمودہ علامت کے مطابق کسی شخص کا صوفی ہونا اس کے وحدۃ الوجودی ہونے کی دلیل ہوگا، آل غیر مقلدیت کے مؤرخ عبدالرشید عراقی صاحب نے ایک کتاب لکھی، جس کا نام ”اہلحدیث کے چار مراکز“ ہے اس میں چوتھا روحانی مرکز (امرتسر) بتلایا ہے اس کے تحت عبداللہ غزنوی، غلام رسول قلعوی، ابراہیم آروی، رفیع الدین شکرانوی بہاری، قاضی طلاء محمد خان پشاوری، محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی، عبدالمنان وزیرآبادی، غلام نبی الربانی سوہدری وغیرہم اہلحدیث صوفیاء کا تفصیل سے ذکر خیر کیا ہے۔ [اہلحدیث کے چار مراکز، ص۵۷۵تا۹۶]

ہم پچھلے صفحات میں ”وحدت الوجودی صوفیاء“ عنوان کے تحت آل غیر مقلدیت کی عبارات نقل کر چکے ہیں کہ تمام صوفیاء تارکِ تقلید، اہلحدیث تھے، اس لیے یہاں مزید آل غیر مقلدیت کے صوفی ہونے کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے البتہ بحث کی تکمیل کے لیے صرف ان کے ”شیخ الکل فی الکل“ میاں نذیر حسین دہلوی کی صوفیت کو سامنے لاتے ہیں۔

میاں صاحب کے سوانح نگار فضل حسین بہاری ان کے متعلق لکھتے ہیں:

”سر گھٹنوں پہ رکھے اردو فارسی کے عاشقانہ اشعار دردانگیز لہجہ میں پڑھتے اور روتے جس نے دیکھا ہے وہ ایک خدا رسیدہ عاشق مزاج صوفی اور سچا درویش یا پیر طریقت خیال کرنے پر مجبور ہے۔“

[الحیات بعد الممات، ص:۳۷۳]

بہاری صاحب نے میاں صاحب کی شب بیداری کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا:

”مسجد میں آکر یا در مسجد یا صحن میں بیٹھ کر مراقبہ اور ذکر میں مصروف رہتے۔“

[الحیات بعد الممات، ص:۲۲۵]

بہاری صاحب ہی لکھتے ہیں:

”اپنے زمانہ کے طبقہ صوفیائے کرام میں بھی آپ کو وہی درجہ حاصل تھا جو معشر علمائے عظام میں تھا۔“ [الحیات، ص:۲۵۵]

بہاری صاحب آپ کے بیعت لینے کے عمل کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”سوائے بیعت خلافت، بیعت جہاد، بیعت ثبات فی القتال اور بیت ہجرت کے آپ باقی تمام اقسام بیعت میں مناسب حال بیعت مریدوں سے لیتے تھے...... آپ کی شہرت سن کر اس قدر لوگ جھک

پڑے، جن کی گنتی ممکن نہ تھی اور سب کے سب نے آپ سے شرف بیعت حاصل کیا۔'' [الحیات، ص۲۶۶]
بہاری صاحب نے یہ بھی لکھا کہ:

''جس مجمع میں آپ کسی سے بیعت لیتے، تقریباً جملہ حاضرین شریک بیعت ہوجاتے۔''
[الحیات، ص:۲۶۸]

ہم ''تصوف اور اہلحدیث صوفیاء'' کے عنوان سے مستقل کتاب لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں اس میں اہلحدیث کہلوانے والے صوفیاء کا تفصیل سے تذکرہ ہوگا ان شاء اللہ۔ اس لیے یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

(۷)......انسان کو اللہ کی صورت میں پیدا ماننا

پروفیسر طالب الرحمٰن غیر مقلد ''انسان اللہ کی صورت پر پیدا کیا گیا'' جملہ نقل کر کے تبصرہ کرتے ہیں:

''یعنی انسان اللہ کی ہی صورت ہے اور یہی عقیدہ وحدت الوجود ہی بنیاد ہے۔''
[دیوبندیت، ص:۲۲۶] اس علامت کو مدنظر رکھتے ہوئے آگے پڑھیں:
آل غیر مقلدیت کے ''مفسر قرآن'' صلاح الدین یوسف صاحب لکھتے ہیں:

''دراصل یہ انسان اللہ کی قدرت کا مظہر اور اس کا پرتو ہے، بعض علماء نے اس حدیث کو بھی اس معنیٰ و مفہوم پر محمول کیا ہے جس میں ہے کہ ان اللہ خلق آدم علی صورتہ (مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب) اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔'' [تفسیری حواشی، ص:۱۷۲۹، ذیل سورۃ التین]
امام اہل حدیث وحید الزمان صاحب نے مسلم شریف کی حدیث نبوی "فان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ" کا ترجمہ یوں کیا ہے:

''اللہ نے آدمی کو اپنی صورت پر بنایا ہے۔'' [ترجمہ مسلم وحید الزمان]
وحید الزمان صاحب اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

''مترجم کہتا ہے کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے جیسے اور احادیث صفات، اس کے ظاہری معنی پر ہمارا ایمان ہے اور ہم تاویل نہیں کرتے سلف کا یہی مذہب ہے۔'' [شرح مسلم، ج:۶، ص:۲۳۶]

(۸) کسی کو ''قدس سرہ'' کی دعا دینا

عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''خواہ قدس سرہ کہا جائے یا قدس اللہ سرہ کہا جائے، دونوں لفظوں کا مفہوم ایک ہی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ ان کے راز کی تقدیس کرے، یہ راز کیا ہے جس کی تقدیس و تطہیر کی دعا کی جاتی ہے؟ شاید یہی وحدۃ الوجود کا راز ہے جس کو ان صوفی ملاؤں نے اپنے سینے میں عوام الناس سے چھپا رکھا ہے۔''
[مقدمہ تبلیغی جماعت، عقائد و افکار۔ ص:۲۳]

''قدس سرہ'' علامت کے ذریعہ وحدۃ الوجودی آل غیر مقلدیت کو پہچانیں یعنی جو غیر مقلد کسی کو ''قدس سرہ'' الفاظ سے دعا دے رہا ہو وہ ڈیروی صاحب کی رائے میں ''وحدۃ الوجود'' کا قائل ہوگا اگرچہ وہ کھلے عام اپنے ''وحدۃ الوجودی'' ہونے کو بیان نہ کرتا ہو۔

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مرزا مظہر جانجاناں قدس سرہ.....'' [ص:۱۶۹]

داود راز غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حضرت امام بخاری قدس سرہ'' [شرح بخاری۔ج:۱،ص:۳۳]

ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مولانا اسماعیل شہید قدس سرہ'' [فتاوی ثنائیہ،ج:۱،ص:۹۰]

امام اہلحدیث وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ۔'' [رفع العجاجہ،ج:۱،ص:۶۴۳]

میر محمد ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب قدس سرہ۔'' [تاریخ اهلحدیث،ص:۴۴۶]

اس سلسلہ کے مزید حوالے ہم اپنی کتاب ''فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع'' میں نقل کریں گے، یہاں اتنا عرض ہے کہ ''قدس سرہ'' الفاظ والی دُعا آل غیر مقلدیت کی کتب میں بکثرت ملتی ہے ان کی کتاب ''تذکرہ اہلِ صادق پور، طبع مکتبہ اہلحدیث ٹرسٹ کراچی، ص:۳۹۷'' پر ایک ہی صفحہ میں ۲۳ بزرگوں کو ''قدس سرہ'' کی دعا سے نوازا گیا ہے۔

(۹)......وحدۃ الوجودی بزرگ کو ''قدس سرہ'' کی دعا سے نوازنا

عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''جو لوگ ان کو اولیاء و بزرگان سمجھتے ہیں وہ انہیں کی طرح زندیقیت والحاد کا عقیدہ رکھتے ہیں، مثال کے طور پر مشہور زندیق ابن عربی الصوفی مؤلف فصوص الحکم اور فتوحات المکیہ کو جماعت تبلیغ کے امام و پیشوا مولوی زکریا صاحب تبلیغی نصاب وفضائل اعمال میں شیخ قدس سرہ لکھتے ہیں۔''

[عقیدہ صوفیت،ص:۱۹۰]

ڈیروی صاحب نے مولانا زکریا رحمہ اللہ کو ابن عربی کا ہم عقیدہ قرار دینے کی دلیل یہی دی ہے کہ انہوں نے ابن عربی کو ''قدس سرہ'' الفاظ سے یاد کیا ہے جب کہ وہ وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھتے ہیں......اس سے یہ علامت اخذ ہوتی ہے کہ جو کسی وحدۃ الوجودی بزرگ کو ''قدس سرہ'' الفاظ کے ساتھ دُعا دے وہ اس کا

ہم عقیدہ یعنی وحدۃ الوجودی ہے، اب اس علامت کے ذریعہ وحدۃ الوجودی آل غیر مقلدیت سے آگاہی حاصل کریں۔

آل غیر مقلدیت کے ''شیخ الاسلام'' ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں:

''شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس اللہ سرہ۔'' [فتاوی ثنائیہ، ج:۱،ص:۱۴۹]

غیر مقلدین کے ''امام العصر'' میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت شیخ اکبر قدس اللہ سرہ ''فصوص الحکم'' میں فرماتے ہیں.....'' [تفسیر واضح البیان، ص:۴۲۱]

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ آل غیر مقلدیت کی تصریحات کے مطابق وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھتے تھے۔ [فضیحت ننگ، ص:۱۸۵، عبدالعظیم سلفی]

غیر مقلدین، شیخ جیلانی کو ''قدس سرہ'' دعا دیا کرتے ہیں......عبدالمجید سوہدری غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حضرت شیخنا ومولنا محبوب سبحانی پیر پیران عبدالقادر جیلانی قدس سرہ۔'' [استاد پنجاب، ص:۷۹]

ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتے ہیں:

''شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ.....'' [فتاوی ثنائیہ، ج:۱،ص:۳۶۶]

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''حضرت محبوب سبحانی، مخدوم جہانی، حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اللہ العزیز۔''
[اہلحدیث کا مذہب، مشمولہ رسائل ثنائیہ، ص:۳۲]

آل غیر مقلدیت کے نزدیک شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بھی وحدت الوجود کے قائل ہیں۔ [عقیدہ صوفیت، ص:۱۸۳۔۱۸۸......خطبات بہاولپوری، ج:۱،ص ۳۲۶]

اور انہیں ''قدس سرہ'' کا دعائیہ تحفہ بھی پیش کیا کرتے ہیں، مثلاً ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتے ہیں:

''فخر المتاخرین، استاد ہند، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ۔''
[اہلحدیث کا مذہب، مشمولہ، رسائل ثنائیہ، ص:۷۲]

مزید دیکھیے فتاوی ثنائیہ، ج:۱،ص:۹۸

داود راز غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ۔'' [شرح بخاری ج:۱،ص:۳۵]

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری غیر مقلد نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کو وحدت الوجود کا شکار بتایا ہے۔ [خطبات بہاول پوری، ج:۱،ص:۳۲۶]

خالد حسین بستوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز محدث دہلوی۔'' [حیات شیخ، فتاویٰ نذیریہ، ج:۱،ص:۲۷]

میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد بتصریح عبداللہ بہاولپوری صاحب وحدت الوجود کا شکار ہیں۔

[خطبات بہاولپوری، ج:۱،ص:۳۲۶]

خالد حسین بستوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اظہر من الشمس ہستی ''شیخ الکل فی الکل'' حضرت سید میاں نذیر حسین دہلوی قدس سرہ۔''

[حیات شیخ، فتاویٰ نذیریہ، ج:۱،ص ۲۷]

ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد کی تصریح کے مطابق میر محمد ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد وحدۃ الوجودی تھے۔

[فتاویٰ ثنائیہ، ج:۱،ص:۱۴۸]

داود راز غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ہمارے محترم حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی قدس سرہٗ''

[شرح بخاری ج:۱،ص:۱۳۰]

(۱۰)......اہل وحدت مطلقہ ہونا

زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اہل وحدت مطلقہ سے مراد وہ صوفی حضرات ہیں جو وحدت الوجود اور حلولیت کا عقیدہ رکھتے ہیں۔'' [توضیح الاحکام، ج:۱،ص:۱۶۳]

یعنی جو ''وحدت مطلقہ'' کا قائل ہے وہ علی زئی صاحب کے ہاں ''وحدت الوجودی'' اور ''حلولی'' ہے۔اس علامت کو مدنظر رکھ کر درج ذیل سطور پڑھیں:

مجدد آل غیر مقلدیت نواب صدیق حسن خان صاحب اہلحدیث کی مدح سرائی کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''فھم اھل الو دو الاتحاد حقا و اصحاب الو حدۃ المطلقۃ عدلا و صدقا۔

یہی (اہلحدیث) لوگ وحدت اور اتحاد والے ہیں اور حق وانصاف کی بات یہ ہے کہ یہی لوگ وحدت مطلقہ والے ہیں۔[التاج المکلل،ص:۵۸، دوسرا نسخہ،ص:۹۰۔ترجمہ ۶۴، ابن حزم]

(۱۱)......مخلوق کو اللہ کا عکس کہنا

وحدت الوجود کی ایک اور علامت غیر مقلدین کی زبانی معلوم کیجیے۔

عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''یہ وحدت الوجود ہے، کیونکہ آئینہ سے باہر بیٹھا ہوا انسان اور آئینہ میں اس کی صورت دونوں ایک چیز ہیں کیونکہ آئینہ میں آنے والی تصویر بعینہ اسی انسان کا عکس ہے جو اس کے سامنے بیٹھا ہوا ہے۔''

[عقیدہ صوفیت،ص:۸۶]

محمد طارق خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''توحید ذات میں حقیقی اور ذاتی وجود صرف اللہ تعالیٰ کا مانا جاتا ہے، باقی تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا عکس یا سایہ تصور کیا جاتا ہے یعنی کائنات میں جو کچھ بھی موجود ہے وہ حقیقت میں موجود ہی نہیں ہے بلکہ موجود صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اسی کو عقیدہ وحدۃ الوجود کہا جاتا ہے۔ [تبلیغی جماعت، عقائد و افکار، ص:۱۷]

ان عبارات کا حاصل یہ ہے کہ جو مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا عکس کہے وہ وحدۃ الوجودی ہے، اس علامت کی روشنی میں وحدۃ الوجودی آل غیر مقلدیت کی کھوج لگائیں۔

امام اہلحدیث وحید الزمان صاحب کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیں، وہ لکھتے ہیں:

''حاصل وحدتِ وجود کا یہ ہے کہ وجود اور تحقق اور مابہ الموجودیۃ، یہ عین خدا ہے اور تمام ممکنات اس وجود اور وجود حقیقی کے ایک پرتو اور عکس کی طرح ہیں۔'' [رفع العجاجہ عن سنن ابن ماجہ، ج:۱، ص:۵۰۷]

صلاح الدین یوسف غیر مقلد لکھتے ہیں:

''دراصل انسان اللہ کی قدرت کا مظہر اور اس کا پرتو ہے۔''

[تفسیری حواشی ص:۱۷۲۹۔ ذیل سورۃ التین]

عبداللہ روپڑی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''خدائی عاشق پر اس حالت کا زیادہ اثر ہوتا ہے یہاں تک کہ ہر شے سے اس کو خدا نظر آتا ہے وہ شی نظر نہیں آتی جیسے شیشہ دیکھنے کے وقت چہرے پر نظر پڑتی ہے نہ کہ شیشے پر۔''

[فتاوی اہلحدیث ج:۱، ص:۱۵۳]

(۱۲)......مخلوق کو من وجہ، اللہ کے وجود کا عین کہنا

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے لکھا:

''یہ کائنات کا وجود ایک اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے وجود کا عین اور دوسرے اعتبار سے اس کا غیر ہے۔'' [ام المسبحات یعنی سورۃ الحدید کی مختصر تشریح، ص:۸۸]

زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد نے مذکورہ بالا عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

''معلوم ہوا کہ جس طرح ابن عربی وحدت الوجود کا قائل تھا، ڈاکٹر اسرار احمد کا بھی بعینہ وہی عقیدہ ہے۔'' [علمی مقالات، ج:۴، ص:۴۰۴]

یہ علامت تحریر کرنے کے بعد اب ہم ''امام اہلحدیث'' وحید الزمان صاحب کو علی زئی آئینہ کے سامنے کرتے ہیں بالفاظ دیگر مذکورہ علامت کے پیش نظر ان کا عقیدہ معلوم کرتے ہیں۔

وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''وجود سب ممکنات کا عین خدا ہے لیکن ممکنات کا وجود مقید ہے اور پروردگار وجود مطلق ہے جو تمام تعینات سے خالی اور پاک ہے۔'' [رفع العجاجہ، ج:۱،ص:۵۰۷]

اب انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ زبیر علی زئی صاحب نے جس طرح ڈاکٹر اسرار صاحب کو ابن عربی کا ہم عقیدہ قرار دیا ہے اسی طرح وحیدالزمان صاحب کے متعلق بھی لکھ دیں۔ ورنہ وجہ فرق بتائیں کہ ڈاکٹر صاحب وحدت الوجودی کیوں ہیں؟ اور وحیدالزمان صاحب کیوں نہیں؟ جبکہ دونوں کی عبارت میں کوئی جوہری فرق نہیں ہے۔

وحیدالزمان صاحب نے ابن عربی کے عقیدہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا:

''وجود ہمارا من وجہ وجود الٰہی کا عین ہے۔'' [تیسیر الباری، ج:۴،ص:۳۲۶۔تاج کمپنی]

اس کے بعد نہ صرف یہ کہ وحیدالزمان صاحب نے اس عبارت سے اتفاق کیا ہے بلکہ ابن عربی کو اہل حدیث قرار دیا، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''وہ تو مسلمان اور پھر اہلحدیث میں سے تھے۔'' [حوالہ مذکورہ]

(۱۳)......کائنات میں ایک ہی وجود ماننا

پروفیسر طالب الرحمٰن غیر مقلد لکھتے ہیں:

''وحدۃ الوجود کا معنی ہے ایک وجود یعنی کائنات میں ایک ہی وجود (ہے)۔

[دیوبندیت،ص:۲۰۳]

بخاری شریف میں حدیث ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''سب سے سچی بات جو شاعر نے کہی وہ لبیب (شاعر) کی یہ بات ہے الا کل شئی ماخلا اللہ باطل، آگاہ رہو اللہ کے سوا سب باطل ہے۔ [بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ایام الاجاہلیۃ۔حدیث نمبر ۳۸۴۱]

داود راز صاحب غیر مقلد مذکورہ بالا سب سے سچی بات یا بالفاظ دیگر حدیث نبوی کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''باطل سے یہاں مراد فنا ہونا ہے یا بالفعل معدوم، جیسے صوفیاء کہتے ہیں کہ خارج میں سوائے خدا کے فی الحقیقت کچھ وجود نہیں ہے اور یہ وجود موہوم ہے۔'' [شرح بخاری، ج:۵،ص:۲۳۳]

راز صاحب نے باطل کے دو مطلب لکھے ہیں، ایک آئندہ زمانے میں فنا ہونا اور دوسرے فی الوقت معدوم (فنا) ہونا، یعنی کائنات میں اللہ ہی کا وجود ہے مخلوق کا وجود نہیں صرف وہم ہے۔......ہم نے اس دوسرے مطلب کے پیش نظر ان کی عبارت کو یہاں نقل کیا ہے، کیونکہ انہوں نے دونوں میں سے کسی کی تردید یا ترجیح ذکر نہیں کی بلکہ دونوں کو ایک ہی درجہ میں رکھا ہے۔

ثناء اللہ امرتسری صاحب غیر مقلد نے ''وحدت الوجود'' کی دو تشریح بیان کیں، اور پھر ان میں سے پہلی کو صحیح قرار دیا، ملاحظہ فرمائیں۔ وہ لکھتے ہیں:

''وحدت الوجود کی دو تشریحیں ہیں، پہلی تشریح یہ ہے کہ جتنی اشیاء نظر آتی ہیں ان سب کا وجود یعنی مابہ الموجودیۃ صرف ایک ہی چیز ہے، شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس اللہ سرہ نے اس کے متعلق ایک پُر معنی رباعی لکھی ہے

لاآدم فی الکون ولاابلیس　　　لاملك سلیمان ولابلقیس

فالکل عبارت وانت المعنی　　　یامن ھو للقلوب مقناطیس

شیخ ممدوح فرماتے ہیں کہ دنیا میں کسی چیز کی مستقل ہستی نہیں ہے یہ سب تیری قدرت کے نشان ہیں اور تیری طرف توجہ دلانے والے ہیں، یہی مضمون ایک اردو شاعر نے یوں ادا کیا ہے

نظر آتا ہے جو کچھ نورِ وحدت کی تجلّی ہے
یہ نقش اہل بصیرت کے لیے وجہ تسلی ہے

[فتاوی ثنائیہ، ج:۱، ص:۱۴۹]

یاد رہے کہ امرتسری صاحب نے ابن عربی کی رباعی کا مفہوم یا مطلب خیز معنی بیان کیا ہے، ورنہ اس کا صحیح ترجمہ یوں ہے

کائنات میں نہ آدم ہیں اور نہ ہی ابلیس　　　نہ بادشاہت سلیمان ہے نہ تختِ بلقیس

یہ سب عبارت ہیں تو ان کا معنی ہے　　　اے وہ ذات جو دلوں کے لیے مقناطیس ہے

زبیر علی زئی صاحب اپنے شیخ الشیخ امرتسری صاحب کی مذکورہ بالا بیان کردہ وحدت الوجود کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ طالب الرحمٰن صاحب بھی کچھ ارشاد فرمائیں۔

امام اہلحدیث وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"اما الصوفیة الوجودیة منھم الشیخ ابن عربی......انما یقولون ان الحق عین الخلق من وجه یعنی من جهة الوجود، فان الوجود واحد وھووجود الحق وسائرالاشیاء موجودة بھذا الوجود لیس لھا وجود مستقل" وجودی صوفیاء جن میں شیخ ابن عربی بھی ہیں کہتے ہیں کہ بلاشبہ حق (تعالیٰ) عین مخلوق ہے، ایک جہت یعنی وجود کی جہت سے، کیونکہ وجود ایک ہی ہے اور وہ حق (تعالیٰ) کا وجود ہے، تمام اشیاء اسی وجود کی وجہ سے موجود ہیں، ان کا کوئی (الگ) مستقل وجود نہیں ہے۔

[ھدیة المھدی من الفقه المحمدی، ج:۱، ص:۵۰]

وحید الزمان صاحب نے ابن عربی کا دفاع کرتے ہوئے اپنے زعم میں صحیح مطلب بیان کیا اور کہا:

ابن عربی حلول واتحاد کے قائل نہیں، بلکہ وہ تو اصول وفروع میں اہلحدیث ہیں۔

[ہدیۃ المہدی، ص:۵۱]

وحید الزمان صاحب نے صحیح مطلب ڈھالنے کی بھرپور کوشش کی ہے لیکن طالب الرحمٰن وغیرہ موجودہ آل غیر مقلدیت کے نزدیک یہ ڈھالا ہوا مطلب بھی وحدت الوجود ہی ہے، یعنی یہ ابن عربی کو بچاتے بچاتے خود وحدت الوجود کا ارتکاب کر بیٹھے۔

عبداللہ روپڑی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''جیسے رسی جلادی تو اس کے بٹ بدستور نظر آتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ رسی قائم ہے، حالانکہ حقیقت میں رسی فنا ہو چکی ہوتی ہے۔'' [فتاوی اہلحدیث، ج:۱، ص:۱۵۲]

روپڑی صاحب کے نزدیک بھی وجود صرف اللہ ہی کا ہے مخلوق کا وجود وہمی ہے جیسے جلی ہوئی رسی وہم کی حد تک موجود ہوتی ہے حقیقتاً نہیں۔ روپڑی صاحب کی مفصل عبارت ''فتاوی اہلحدیث'' میں مذکورہ مقام پر دیکھی جاسکتی ہے اور ہم اپنے اس رسالے کے بالکل ابتدائی صفحات میں بھی نقل کر آئے ہیں۔

(۱۴)......**كل شیء هالك الاوجهه**، سے استدلال کرنا

''مجدد غیر مقلدیت'' نواب صدیق حسن خان صاحب ''وحدۃ الوجود'' پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضرات صوفیہ رضی اللہ عنہم نے اپنے کشف وشہود کی تائید کے لیے کچھ اشارات اخذ کیے ہیں، مثلاً یہ آیت الا انه بكل شیء محیط یا یہ آیت كل شیء هالك الاوجهه......''

[مآثر صدیقی، حصہ چہارم، ص:۳۸]

نواب صاحب کی تصریح کے مطابق وحدۃ الوجود کے قائل حضرات اپنے اس عقیدہ کو قرآنی آیت ''كل شیء هالك الاوجهه'' سے اخذ کرتے ہیں......اس کے ساتھ یہ بھی جانیں کہ عبداللہ روپڑی غیر مقلد نے بھی اسی آیت سے ''وحدۃ الوجود'' کو ثابت کیا ہے، چنانچہ وہ ''توحید الٰہی'' بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''قرآن مجید میں ہے كل شیء هالك الاوجهه یعنی ہر شیء ہلاکت والی ہے مگر خدا کی ذات، اس آیت میں یہ نہیں کہا کہ ہر شیء ہلاک ہوجائے گی بلکہ ہالک کہا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت بھی ہلاکت والی ہے یعنی نیست اور فانی ہے اس حالت کے مشاہدہ کے لیے قیامت کا حوالہ دینا مجوبوں کے لیے ہے ورنہ ارباب بصیرت اور اصحاب مشاہدہ جو زمان ومکان کے تنگ کوچہ سے گزر کر خلاصی پاگئے یہ وعدہ ان کے حق میں قیامت تک ادھار نہیں بلکہ نقد ہے یعنی مجوبوں کے لیے جو مشاہدہ قیامت کو ہوگا ارباب بصیرت کے لیے اس وقت ہو رہا ہے اور توحید الٰہی وحدت الوجود ہے۔'' [فتاوی اہلحدیث، ج:۱، ص:۱۵۲]

(۱۵)......کسی وحدت الوجودی سے محبت رکھنا

آل غیر مقلدیت کے مشہور مصنف زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''المرء مع من احب کی رو سے اس کا اور علمائے دیو بند کا ایک ہی حکم ہے۔''

[بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم، ص:۱۳]

المرء مع من احب کا ترجمہ ہے کہ آدمی (قیامت کے دن) اس کے ساتھ ہوگا جس سے اسے محبت ہے۔علی زئی اصول یا ان کی بیان کردہ علامت کے مطابق وحدت الوجود کے قائل کسی بزرگ سے محبت کرنے والے کا اور اس بزرگ کا ایک ہی حکم ہوگا یعنی وہ محبت کرنے والا بھی وحدت الوجودی شمار ہوگا۔اس علامت کو مستحضر رکھتے ہوئے آگے بڑھیے۔

''امام اہلحدیث'' وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''ہم کو شیخ ابن عربی سے محبت ہے۔'' [لغات الحدیث، ج:۱،ص:۴۸۔کتاب، ب ص]

فضل حسین بہاری غیر مقلد صاحب اپنی جماعت کے ''شیخ الکل فی الکل'' میاں نذیر حسین دہلوی کے متعلق لکھتے ہیں:

''آپ طبقہ علماء میں شیخ محی الدین ابن عربی کو بڑی عظمت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔''

[الحیات بعد الممات، ص:۱۲۳]

آل غیر مقلدیت کو وحدت الوجود کے قائل ابن عربی وغیرہ سے کس قدر محبت وعقیدت ہے، اس کے لیے ہمارے اس رسالے کے پچھلے صفحات کا مطالعہ کیجیے۔

(۱۶)......مجذوبوں کا وجود ماننا

محمد طارق خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مجذوب کے معنی ہوتے ہیں جذب شدہ یعنی صوفیوں کی اصطلاح میں مجذوب اسے کہتے ہیں جو نعوذ باللہ، اللہ کی ذات میں جذب ہو گیا ہو۔''

[تبلیغی جماعت، عقائد وافکار، از افادات، عطاء اللہ ڈیروی، ص:۱۳۳]

مجذوب کی یہ تعریف پڑھنے کے بعد آل غیر مقلدیت کے مجذوبوں کا تذکرہ پڑھیے۔

صوفی غلام رسول غیر مقلد فرماتے ہیں:

''مجذوب بھی مقبول ہوتا ہے، مگر سالک کا درجہ نہیں رکھتا، کیونکہ سالک شرع کا مکلّف ہے اور ہر وقت طالب رضا ہے، مجذوب کو بجز استغراق اور جذب کچھ حاصل نہیں ہوتا، سالک کل درجات طے کر کے اعلیٰ درجہ حاصل کرتا ہے، لیکن مجذوب جزئیات سے واقف نہیں ہوتا۔'' [سوانح غلام رسول، ص:۱۵۵]

آل غیر مقلدیت کی زبانی مجذوبوں کے دو واقعے بھی پڑھ لیں، لکھا ہے:

’’ایک مجذوب لوگوں کے لاغر گدھے جمع کر کے لوگوں کے کھیتوں میں چراتا پھرتا تھا، جتنے پاؤں ان گدھوں کے کسی زمیندار کے کھیتوں میں لگتے اتنے ہی مانی گلہ اس زمیندار کا ہوتا، اگر کوئی منع کرتا تو اس کی زراعت اچھی نہ ہوتی۔‘‘ [سوانح غلام رسول، ص:۱۲۴]

دوسرا واقعہ یہ ہے:

’’جب گجرات (پنجاب) کے قریب پہنچے تو مولوی عبداللہ صاحب نے فرمایا کہ مجھے یہاں ایک مجذوب کی خوشبو آتی ہے وہ ملنے کے قابل ہے۔ رستہ میں ارادہ حدیث پڑھنے کا کر لیا تھا اور قصد بھی تھا کہ دہلی جا کر حدیث پڑھی جاوے، سو اسی خیال کو دل میں لیے ہوئے مجذوب کی طرف روانہ ہوئے تا کہ اس سے دریافت کریں کہ حدیث کہاں سے پڑھیں، اس مجذوب بزرگ کا نام جگنو شاہ تھا جب آپ اس طرف روانہ ہوئے تو وہ اپنے حاشیہ نشینوں کو کہنے لگا کہ دیکھو دو شخص محمدی نمونہ صحابہ کرام چلے آتے ہیں مجھے کوئی کپڑا پہنا دو اور ان دونوں کے لیے فرش کر دو، جب آپ اس بزرگ کے قریب پہنچے تو سائیں جگنو شاہ نے اٹھ کر استقبال کیا اور بٹھا لیا، دہلی کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ جنت اس طرف ہے، یہ سُن کر اس کے پاس کے لوگ حیران تھے کہ یہ کبھی کسی سے مخاطب نہیں ہوا، آج ہوش و حواس کی باتیں کرتا ہے، جب مولوی عبداللہ صاحب و مولوی (غلام رسول) صاحب واپس آنے لگے تو کہنے لگا کہ لباس دیکھ کر بھول نہ جانا وہ شخص مسکین صورت ہے، اس کا نام سید نذیر حسین ہے اس سے پڑھنا۔ یہ سن کر ان کی پوری تسلی ہوگئی۔‘‘ [سوانح غلام رسول، ص:۵۲]

مجذوب کا ایک واقعہ اسی کتاب ’’سوانح غلام رسول‘‘ ص ۴۸ پر بھی لکھا ہے اور آل غیر مقلدیت کی دیگر کتابوں میں بھی متعدد واقعات تحریر ہیں۔

(۱۷)...... بلاعنوان

عبداللہ روپڑی غیر مقلد ’’وحدۃ الوجود‘‘ کی تعبیر یوں نقل کرتے ہیں:

’’یہ تمام موجودات وحدت حقیقی کا عکس ہیں جیسے ایک شخص کے اردگرد کئی شیشے رکھ دیئے جائیں تو سب میں اس کا عکس پڑتا ہے ایسے ہی خدا اصل ہے اور باقی اشیاء اس کا عکس ہیں۔‘‘

[فتاوی اہلحدیث، ج:۱،ص:۱۵۴]

آل غیر مقلدیت کے ’’شیخ الاسلام‘‘ ثناء اللہ امرتسری صاحب جس وحدۃ الوجود کے قائل ہیں اس کو بھی شیشے کی مثال سے واضح کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

’’وحدۃ الوجود کی یہ مثال ہے کہ کسی مکان کی کوٹھریوں میں مختلف رنگ کے شیشے لگا دیئے جائیں، کوئی سفید، کوئی سرخ، کوئی سبز، کوئی سیاہ۔ ان کے پیچھے ایک لیمپ رکھ دیا جائے تو باہر سے دیکھنے والا ان

شیشوں کو مختلف رنگوں میں دیکھے گا مگر باریک نظر والا لیمپ کی وحدت کو ملحوظ رکھے گا۔ قرآن مجید بھی اس تشریح کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے: ''اللہ نور السموٰت والارض'' اس تشریح کے مطابق وحدت الوجود کے معنی وحدت الموجد کے ہوں گے، جو بالکل ٹھیک ہے، مولانا (ابراہیم صاحب غیر مقلد) سیالکوٹی کا مطلب غالباً یہی ہوگا [فتوی ثنائیہ، ج:۱،ص:۱۴۹] یعنی وحدۃ الوجود کی جو علامت روپڑی صاحب نے بیان فرمائی ہے وہ امرتسری صاحب میں پائی جاتی ہے یا نہیں؟ اس کا فیصلہ زبیر علی زئی صاحب کریں گے۔

زبیر صاحب یہ بھی فرمائیں کہ جس وحدۃ الوجود کو امرتسری صاحب نے صحیح قرار دیا ہے آپ اسے صحیح مانتے ہیں؟ یہ بھی بتائیں کہ امرتسری صاحب نے جو وحدۃ الوجود کو لیمپ کی مثال دے کر قرآن سے اخذ کیا ہے وہ واقعتاً قرآن سے ثابت ہے؟

(۱۸)......مخلوق کو خدا کی تجلی کہنا

عطاءاللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حقیقت میں یہ تجلی وظہور بعینہ وحدۃ الوجود کا عقیدہ ہے، اس بات کو سمجھ لینے کے بعد اگر کسی کو تجلی وظہور کے عقیدے کا حامل پاؤ تو سمجھنے کی مشکل نہیں ہوگی کہ یہ شخص وحدۃ الوجود کا قائل ہے۔''

[عقیدہ صوفیت،ص:۸۶]

اس علامت کو پڑھنے کے بعد درج ذیل عبارت پر غور فرمائیں۔

ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد جس وحدۃ الوجود کے قائل ہیں اس کی تشریح میں ابن عربی کی رباعی پیش کی ہے پھر فرمایا:

''یہی مضمون ایک اردو شاعر نے یوں ادا کیا ہے

نظر آتا ہے جو کچھ نورِ وحدت کی تجلی ہے

یہ نقش اہل بصیرت کے لیے وجہ تسلی ہے

[فتاوی ثنائیہ، ج:۱،ص:۱۴۹]

(۱۹)......اللہ کے وجود کو مخلوق کا وجود کہنا

عطاءاللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''وحدۃ الوجود کی آسان مثال اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس وقت مخلوق کی ذات میں رب کی ذات مخفی اور پوشیدہ ہے اس مخلوق کے باہر رب تعالیٰ کی ذات کا کوئی وجود نہیں ہے یہ مخلوق ظاہر میں مخلوق ہے اور باطن میں خالق اور رب ہے۔'' [عقیدہ صوفیت،ص:۹۳]

وحدۃ الوجود کی اس ڈیروی تعریف یا علامت کے ذریعہ امام اہلحدیث وحیدالزمان صاحب کو پہچانیے، وہ ابن عربی کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"والذی قال فی الفصوص الحمدلله الذی خلق الاشياء وهو عينها معناه،ان وجوده سبحانه هوعين وجودالمخلوقات لاان للمخلوقات وجوداً آخر كمازعمه المتكلمون" اور وہ جو ابن عربی نے فصوص الحکم میں کہا ہے کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے تمام اشیاء کو پیدا کیا اور وہ (اللہ) ان (مخلوقات، اشیاء) کا عین ہے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ کا وجود مخلوق کے وجود کا عین ہے نہ یہ کہ مخلوقات کا (الگ) دوسرا وجود ہے جیسا کہ متکلمین کا گمان ہے۔''

[هدية المهدى من الفقه المحمدى، ج:۱،ص:۵۰]

وحیدالزمان صاحب نے ابن عربی کو مذکورہ بالاعقیدہ کا حامل ٹھہرانے کے بعد انہیں اصول وفروع میں اہلحدیث قرار دیا اور یہ بھی فرمایا کہ علامہ ابن تیمیہ وغیرہ نے ابن عربی کی تردید کرنے میں بے جا تشدد کیا ہے۔[ہدیۃ المہدی،ص:۵۱]

(۲۰)......وحدۃ الوجودی حضرات سے صحیح براءت نہ کرنا

آل غیر مقلدیت کے بزرگ زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''بعض چالاک......اپنے اکابر کے مشرکانہ عقائد کے بارے میں تقیہ کرتے ہوئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے یہ عقائد نہیں اور ہم صرف قرآن وحدیث ہی مانتے ہیں، انہیں علمائے اہل سنت (اہلحدیث) کہتے ہیں کہ اگر تم اپنے دعوی میں سچے ہو تو اپنے ان اکابر سے براءت کا اعلان کرو جن کی کتابوں میں یہ عقائد مذکورہ درج ہیں اور ان کے شرک وبدعت کا اعلانیہ اعتراف کرو، مگر ایسا اعتراف واعلان براءت وہ کبھی نہیں کرتے بلکہ پکے اکابر پرست ہیں، لہٰذا جب تک وہ اپنے ان اکابر سے صحیح براءت نہ کریں اس وقت تک ان کا وہی حکم ہے جو ان کے اکابر کا ہے۔'' [بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم،ص:۳۲]

علی زئی صاحب کے اس اصول یا علامت کے متعلق جو شخص وحدۃ الوجودیوں کو اچھا سمجھتا ہے اور ان سے صریح براءت نہیں کرتا اس کا وہی حکم ہے یعنی وہ بھی وحدت الوجودی ہے۔آیئے اس علامت کے ذریعے وحدۃ الوجودی آل غیر مقلدیت کی نقاب کشائی کیجیے۔

آل غیر مقلدیت کے ''شیخ الکل فی الکل'' میاں نذیر حسین دہلوی اور ان کے سوانح نگار فضل حسین بہاری غیر مقلد سے یہ ثابت ہے کہ وہ وحدت الوجود کے قائل ابن عربی کو ''خاتم الولایۃ المحمدیہ'' کہتے ہیں۔[الحیات بعدالممات،ص:۲۲۴] اورصریح براءت زبیر علی زئی صاحب ثابت کریں۔

مجدد آل غیر مقلدیت نواب صدیق حسن خان سے یہ ثابت ہے کہ انہوں نے ابن عربی کو صاحب کرامت بزرگ کہا اور قیامت کے دن ان کی جماعت میں اٹھنے کی دعا کی۔[التاج المکلل، ترجمہ ۱۶۸] اور ان کی ابن عربی سے صریح براءت علی زئی صاحب ثابت کریں۔

آل غیر مقلدیت کے ''شیخ الاسلام'' ثناء اللہ امرتسری صاحب نے ابن عربی کو ''قابل عزت'' لوگوں میں شمار کیا بلکہ ان کے اس جملہ ''فالکل عبارۃ وانت المعنی'' کو اپنی تائید میں پیش کیا۔[فتاوی ثنائیہ، ج:۱، ص:۱۴۹-۳۳۴] ابن عربی سے انہوں نے صراحتاً براءت کی ہو یہ ثابت کرنا علی زئی صاحب کے ذمہ ہے۔

امام اہلحدیث وحید الزمان صاحب نے ابن عربی کو اصول وفروع میں اہلحدیث کہنے کے ساتھ انہیں ولی تسلیم کیا ہے۔[ہدیۃ المہدی، ص:۵۱] اس کے بعد انہوں نے ابن عربی سے صراحتا براءت کی ہے اس کا ثبوت علی زئی صاحب کے ذمہ ہے۔

فیاض علی غیر مقلد نے ابن عربی کو ''رضی اللہ عنہ'' کی دعا دینے کے ساتھ انہیں ''علمائے ابرار'' میں شامل کیا ہے۔[اہلحدیث اور سیاست، ص:۲۰۷] اس کے بعد انہوں نے ابن عربی سے صراحتا براءت اختیار کر لی ہو یہ علی زئی صاحب ثابت کریں گے۔

آل غیر مقلدیت کے مایہ ناز حضرات مثلا میاں نذیر حسین دہلوی، نواب صدیق حسن خان، ثناء اللہ امرتسری، وحید الزمان اور فیاض علی وغیرہم کے ہاں ابن عربی کا جو مقام ہے وہ اوپر مذکور ہو چکا، اب زبیر علی زئی صاحب ثابت کریں کہ انہوں نے اس کے بعد ابن عربی کو کافر کہہ کر ان کے عقائد کو کفریہ شرکیہ قرار دے کر ان سے صراحتا براءت اختیار کی ہو، اگر وہ ثابت کر دیں تو فبھا ورنہ ان کے اصول کے مطابق ان تمام حضرات اور ابن عربی کا ایک ہی حکم ہوگا اور وہ حکم بقول علی زئی گمراہ، ملحد اور کافر ہونا ہے۔[توضیح الاحکام، ج:۱، ص:۶۲]

مولانا مفتی محمد عمر فاروقی، بہاولپور

مرزا غلام احمد قادیانی کو پاگل قرار دے کر تکفیر نہ کرنا!

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ

زید عالم دین ہے، لیکن اس کے عقائد مشکوک ہیں، عمرو نے اسکے عقائد جاننے کی خاطر اس سے چند سوالات کیے، وہ سوالات اور زید کے جوابات درج ذیل ہیں

عمرو: یار ایک بات تو بتائیں! قادیانی آپ کے نزدیک مسلمان ہیں یا کافر؟

زید: کیوں؟ کیا ضرورت پیش آ گئی؟

عمرو: بس میں آپ کے عقائد کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں، اگر ناراض نہ ہوں تو جواب عنایت فرمادیں!

زید: قادیانی، شیعہ یا کوئی بھی، اصولی طور پر کافر نہیں کہے جاسکتے، عملی طور پر ان کو الگ رکھنے کے لیے احکامات میں فرق کیا جاسکتا ہے، بلکہ کرنا چاہیے!

عمرو: جب وہ مسلمان ہیں تو پھر ان سے جدائی اختیار کرنا تو گناہ ہے؟

زید: نہیں، گناہ نہیں، مسلمانوں کی مصلحت کے لیے بہتر ہے!

عمرو: پھر تو بے نماز اور بریلویوں کا بھی بائیکاٹ کرنا چاہیے؟ سب سے بڑا گناہ ترکِ نماز اور بدعت ہے۔

زید: جواز ہے اگر کوئی اور دینی مصلحت رکاوٹ نہ ہو، اجتہادی فیصلہ ہے اس لیے الگ الگ رائے بھی ہوسکتی ہے۔

عمرو: یعنی فاسق کے شر سے مسلمانوں کو بچانے کے لیے اس سے بائیکاٹ کیا جاسکتا ہے؟

زید: جی! حسب ضرورت وحسب اجتہاد!

عمرو: پھر تو مرزا قادیانی کو بھی کافر کہنے کی کوئی وجہ نہیں؟

زید: وہ مسلمان، کافر کے چکر سے بالا ہے، پاگل، ذہنی مریض!

عمرو: اور مسیلمہ؟

زید: اس نے تو ڈائریکٹ (براہ راست) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے متکا (جھگڑا) لگایا، کیسے مسلمان رہا؟

عمرو: جو ڈائریکٹ متکا لگائے کافر، جو ان ڈائریکٹ (بالواسطہ) لگائے مسلمان؟

زید: جو متکا سمجھ کر لگائے، کافر!

مندرجہ بالا گفتگو مدنظر رکھتے ہوئے فتویٰ مرحمت فرمائیں کہ [۱] زید کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ [۲] اس کے والدین کی کیا ذمہ داری ہے؟ [۳] رشتہ داروں وغیر رشتہ داروں کا اس کے ساتھ تعلقات وروابط رکھنا کیسا ہے؟ [۴] خالد کی بہن اسکے گھر ہے، آیا خالد اپنی بہن کو اس کے گھر میں بسنے دے یا اس سے علیحدہ کرلے؟

المستفتی...... خادم اہل سنت سرفراز حسن خان حمزہ...... متعلم: دار العلوم مدنیہ، ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور

الجواب باسم ملهم الصواب

۱......**مذکورہ مکالمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زید، مرزا (غلام احمد قادیانی) اور اس کے پیروکاروں کو مسلمان سمجھتا ہے جبکہ باتفاق امت مرزا اور اس کے پیروکار مرتد اور زندیق ہیں۔ اور جو (شخص) کفر وارتداد کو اسلام سمجھے ایسا شخص خود مرتد ہے۔**

"والرضاء بالكفر كفرٌ۔قاضی خان علی الهندیه،ص:۳،ص:۵۷۳...... ایضاً قال المؤفق فی المغنی، ومن ادعی النبوة اوصدق من ادعاها فقد ارتد لان مسیلمة لما ادعی النبوة فصدقه قومه صاروا بذالك مرتدین۔اعلاء السنن،ج:۱۲،ص:۶۳۶...... وایضاً فمتنبی البنجاب القادیانی کافر مرتد عن الاسلام وکذا من لم یقل بکفره وارتداده وظنه ولیاً اومجدداً اومصلحاً فانه کذابٌ دجالٌ قدافتریٰ علی الله ورسوله کذباً،اعلاء السنن،ج:۱۲،ص:۶۳۷"

۲۔۳......**زید کے والدین اور اس کے رشتہ دار وغیرہ سب کو چاہیے کہ وہ زید سے قطع تعلق کریں تاوقتیکہ زید اپنے نظریات کی تردید کر کے حق کی طرف رجوع نہ کرلے، کیونکہ ایمان کا رشتہ سب سے بڑا رشتہ ہے اور مرتد خدا اور رسول کا دشمن ہے اور جو مسلمان اللہ ورسول کے دشمنوں سے تعلق رکھے وہ خدا کے قہر اور غضب کے نیچے آئے گا۔**

"لایتخذالمؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذالك فلیس من الله فی شئی الاان تتقوا منهم تقاه، ویحذرکم الله نفسه والی الله المصیر،نهی تبارك وتعالیٰ عباده ان یوالوا الکافرین وان یتخذوهم اولیاء یسرون الیهم بالمودة،تفسیرابن کثیر،ج:۲،ص:۷۲۷......ایضاان الکفر من المرتداغلظ من کفرمشرکی العرب ،الاشباه مع شرح الحموی،ج:۹،ص:۲۴۹...... والمرتد اقبح من الکافرالاصلی،الاشباه والنظائر مع شرح الحموی،ج:۱،ص:۲۹۱"

۴......**خالد کو چاہیے کہ وہ اپنی بہن کو زید سے علیحدہ کردے کیونکہ مذکورہ مکالمہ کے وقت سے ہی اس کا نکاح باطل ہو چکا ہے۔**

"مایکون کفرا یبطل العمل والنکاح واولاده اولادالزنا، درمختار، ج:۲، ص:۲۴۶...... ایضاً واذاارتد احدالزوجین عن الاسلام وقعت الفرقة بغیرطلاق، وهذا عندابی حنیفة وابی یوسف رحمهماالله ،هدایه،ج:۲،ص:۳۴۸...... ایضاً ولوارتدوالعیاذبالله تحرم امرأته ویجددالنکاح بعد اسلامه ویعید الحج ولیس علیه الصلوٰة والصوم، فتاویٰ بزاریه علی الهندیه،ج:۶،ص:۳۲۱...... ماخوذ:آپ کے مسائل،جدیدایڈیشن،ج:۲...... احسن الفتاویٰ،ج:۶......محمودیه،ج:۲...... فتاویٰ ختم نبوت،ج:۱"

هذاماعندی والله اعلم بالصواب

حررہ: **محمد عمر فاروقی**، متخصص فی الفقه: **دارالعلوم مدنیہ، بہاولپور**

الجواب صحیح: عطاء الرحمٰن، احمد سفیان، محمد یوسف......دارالافتاء: دارالعلوم مدنیہ، بہاول پور

احسن خدامی

عمار خان ناصر

فتنہ طرازیوں میں شیعت نوازیوں میں
الحاد سازیوں میں ''مورد'' کے غازیوں میں
سب سے بلند و برتر عمار خان ناصر

ترویجِ ساز و طبلہ تحریمِ سر فروشی
محمود غزنویؒ کے گھر میں صنم فروشی
تیرا ہی تھا مقدر عمار خان ناصر

''مورد'' کا شاخسانہ شیعت کا آشیانہ
انگریز کا ترانہ مودودیؒ زمانہ
متجددیں کا رہبر عمار خان ناصر

کوئی تو ہے جو بیٹھا ڈوری ہلا رہا ہے
یہ نامور محقق کس لَے پہ گا رہا ہے؟
ہوگا کبھی تو ظاہر عمار خان ناصر

ظلم یہود پر ہے تیری زباں کو تالا
کافر کے ہاتھ تُو نے اقصیٰ کو بیچ ڈالا
دل ہے تیرا کہ پتھر؟ عمار خان ناصر

کیوں ہے فریفتہ تُو کرگس نشینیوں پر
عیار ملحدوں کی خندہ جبینیوں پر
آنکھوں کو اپنی وا کر عمار خان ناصر

مولا! یہ التجا ہے احسنؔ کی یہ دعا ہے
تو قدرتوں کا مالک انسان بے نوا ہے
آجائے راستے پر عمار خان ناصر